نئی سرکار: عوام کے دروازے پر

ترقی کی پہل

- باہمی عدم اعتماد کی وجہ سے پراگندہ اور زخمی سماج کے زخموں پر محبت اور ممتا کا مرہم۔
- "دنگے فساد سے پاک ریاست اور خوف سے آزاد سماج" کی تعمیر کا عزم محکم۔
- ہر شہری کے جان و مال اور عزت و وقار کے تحفظ کی گارنٹی۔
- ریاست کی انتظامیہ میں عوامی فلاح کے لیے ایک نئی "تہذیب کار" کو فروغ۔ انتظامیہ کو صاف ستھرا، ہوشیار اور عوام کے تئیں حساس بنانے کی مہم۔
- موجودہ اقتصادی بحران کے پس منظر میں کفایت شعاری پر زور۔ سرکاری اخراجات میں کم از کم ۱۵ فی صد کٹوتی۔
- طالب علموں کو راحت کیلئے نصابی کتابوں کے اضافہ قیمت پر قابو پانے کے مقصد سے ۱۵ کروڑ روپے کی امداد منظور
- پینے کا صاف پانی مہیا کرانے کے لیے جنگی سطح پر کوششیں۔
- خراب ٹیوب ویلوں کی مرمت کی ریاست گیر مہم۔
- موجودہ خریف میں سینچے جانے والے علاقہ میں ۱۵ فی صد کا اضافہ۔
- کسانوں کو سینچائی کے لیے خاطر خواہ پاور سپلائی کا انتظام۔
- فرٹیلائزر کی قیمتوں میں اضافہ کے رجحان کو روکنے کے لیے امداد۔
- گنے کی قیمت ادا کرنے کے لیے ۶۱ کروڑ روپے مختص

ترقی کی پانچ جہتیں

- گاؤں، غریب، کسان
- جھونپڑی کا انسان
- بے روزگار نوجوان
- عورتوں کی عزت
- دلتوں نظر انداز کیے ہوئے لوگوں اور پسماندہ لوگوں کی ترقی

روٹی ملی، انصاف ملا
شروع ہوا اک باب نیا

مسلم خواتین کا ترجمان

ماہنامہ

رضوان

لکھنؤ

Monthly RIZWAN

LUCKNOW-226018

Only Cover Printed at CLASSIC PRINTERS Khayaliganj Near Kaiserbagh Kotwali Lko

خواتین کا ترجمان

ماہنامہ
لکھنؤ

رضوان

شمارہ نمبر ۷	جولائی سنہ ۱۹۹۱ء	جلد نمبر ۳۵

سالانہ چندہ
برائے ہندوستان: ـــــ ۴۰ روپے
برائے بیرونی ممالک:۔ ہوائی ڈاک سے ۲۰۰ روپے
بحری ڈاک سے ـــــ ۱۲۵ روپے
فی پرچہ
۳/۵۰

دفتر

ماہنامہ رضوان ۱۷۲/۵۴ محمد علی لین گوئن روڈ، لکھنؤ (انڈیا)

نظامی پریس لکھنؤ

بانی
حضرت مولانا محمد ثانی حسنیؒ

ایڈیٹر
محمد حمزہ حسنی

معاونین
امامہ حسنی
میمونہ حسنی
اسحاق حسینی

کتبہ
حامد بستوی

فہرست مضامین

اپنی بہنوں سے	مدیر	۳
کتاب ہدایت	مولانا محمد اویس ندوی نگرامی	۴
حدیث کی روشنی	عمار حسنی ندوی	۶
حمد	رخسانہ نکہت لاری	۸
اسوۂ صحابہ رضؓ	مولانا عبد السلام ندوی	۹
حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	مولانا حبیب الرحمان اعظمی	۱۹
تعلیم نسواں	مولانا سید محمد نجم الحسن صاحب تھانویؒ	۲۵
موت کی یاد اور اس کا شوق	ڈاکٹر سید محمد سلیمان اختر	۲۷
محاذ خوست پر چند روز	عباس اختر اعوان	۳۱
کلونجی	حکیم نظیر احمد شیخ	۴۵

اپنی بہنوں سے

مُدیر

دینی تربیت کرنے والوں کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ وہ اس بات کی فکر رکھیں کہ ملت میں دینی شعور بھی پیدا ہو رہا ہے یا نہیں، کہیں ایسا تو نہیں کہ عبادات میں تو ہم بڑی ترقی کر رہے ہوں لیکن دینی شعور کے میدان میں ہمارے دل و دماغ خالی ہوتے جا رہے ہوں اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک شخص جو عبادت میں اور اپنی نجی زندگی میں تو قابل رشک حالات کا حامل ہو جاتا ہے لیکن دینی شعور کا اس میں بالکل فقدان ہو جاتا ہے اور وہ بسا اوقات ایسی غلطی کر بیٹھتا ہے جس کی امید ایک عام مسلمان سے بھی نہیں کی جا سکتی اور نہایت آسانی کے ساتھ کسی جاہلی دعوت یا کسی خوشنما نعرہ لگانے والے کے ساتھ چلا جاتا ہے جس کا نقصان پوری ملت اٹھاتی ہے اور دینی نظام پر ایسی چوٹ لگتی ہے جس کا مداوا ایک مدت میں ہوتا ہے اس سلسلہ میں صحابہ کرام کی مثال ہمارے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے کہ جہاں ان کے اندر عمل کا جذبہ ایسا تھا جس کی کوئی مثال تاریخ امم میں نہیں ملتی وہیں دینی شعور ایسا تھا کہ وہ ہر وقت صحیح غلط، ظلم و عدل اور جاہلیت و اسلام میں فرق کر سکتے تھے اور کبھی دھوکا نہ کھاتے تھے، ان کے دل و دماغ میں ایسی پختگی آ گئی تھی کہ کبھی کوئی غیر اسلامی چیز چاہے وہ دین کے کتنے ہی مقدس چولہ میں ہو داخل ہو ہی نہیں سکتی تھی۔

شوہر کے ساتھ برتاؤ

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ (نساء ۶) تو نیک بیویاں شوہروں کی فرمانبردار ہوتی ہیں اور شوہر کے پیٹھ پیچھے شوہر کے مال و دولت اور آبرو کی حفاظت کرتی ہیں

جس طرح مردوں کے ذمہ عورتوں کا حق ہے اسی طرح عورتوں کے ذمہ مردوں کا حق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تقویٰ کے بعد نیک عورت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں کہ شوہر اس کو جو کہے وہ مانے، شوہر جب اس کی طرف دیکھے تو وہ اس کو خوش کر دے اور اگر شوہر اس کو قسم دے کر کچھ کہے تو وہ اس کی قسم پوری کر دے اور شوہر گھر پر نہ ہو تو اپنے آپ اور اس کے مال کی پوری حفاظت کرے۔

فرمایا بیوی اپنے شوہر کے گھر کی نگراں ہے اس سے اس کی پوچھ گچھ ہوگی۔

فرمایا اگر خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے کا میں کسی کو حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

صحابیہ عورتیں اپنے شوہروں کی خدمت، عزت اور ان کے مال کی حفاظت کا پورا خیال رکھتی تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے ہاتھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسواک اور کپڑے دھوتیں، جسم مبارک میں خوشبو لگاتیں۔

ایک مرتبہ حضرت اسماءؓ کے پاس ایک غریب سوداگر آیا کہ اپنی دیوار کے سایہ میں مجھ کو سودا بیچنے کی اجازت دے دیجیے، ان کا جی چاہ رہا تھا کہ اجازت دے دیں مگر اپنے شوہر حضرت زبیرؓ سے بے پوچھے نہیں کہنا چاہتی تھیں، بولیں زبیر کی موجودگی میں آؤ اور مجھ سے اجازت مانگو، وہ اسی حالت میں آیا اور اجازت مانگا، بولیں تم کو مدینہ میں میرا ہی گھر ملتا تھا؟ حضرت زبیرؓ نے کہا تمھارا کیا بگڑتا ہے؟ وہ تو چاہتی ہی تھیں، شوہر کا منشا پاکر اجازت دے دی۔

ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کے ہاتھ میں چاندی کے چھلے دیکھے، فرمایا، عائشہؓ! یہ کیا ہے؟ بولیں، میں نے اس کو اس لیے بنایا ہے کہ آپ کے لیے سنگار کروں۔

بیوی کے ساتھ برتاؤ

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (نساء) ان عورتوں کے ساتھ اچھی طرح گزارا کرو

خدا کا حکم ہے کہ عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، اچھے برتاؤ کا مطلب یہ ہے کہ ان پر کسی قسم کی زیادتی نہ کی جائے، یہ ہمارے پاس اللہ کی امانت ہیں، ان کی دینی تعلیم اور اچھی پرورش کا انتظام کرنا، ان کو اچھی ماں، بہتر بیوی اور خدا کی پاک بندی بننے کے طریقے بتلانا چاہیے، ان کو ایسی راہ نہ چلنے دینا چاہیے جس سے دنیا تباہ اور آخرت برباد ہو! اللہ نے نکاح، طلاق، جائداد اور روزمرہ کی زندگی میں ان کو جو حق دیا ہے اس میں کمی نہ کی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں اچھا وہی ہے جو اپنی بیوی کے لیے اچھا ہے۔

فرمایا، مرد، اپنی بیوی بچوں کا رکھوالا ہے اس سے اس کی پوچھ گچھ ہوگی۔

فرمایا، اپنی بیوی میں کوئی برائی دیکھ کر اس سے نفرت نہ کرو، غور کروگے تو اس میں کوئی دوسری اچھی بات نکل آئے گی۔

جو ہم خود کھائیں وہ بیوی کو کھلائیں، جو خود پہنیں وہ بیوی کو پہنائیں، غرض عورتوں کو بھی اپنی ہی طرح آدمی سمجھنا چاہیے، جو اپنے لیے پسند کریں وہی ان کے لیے بھی پسند کریں

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

عمار حسنی ندوی

صلہ رحمی

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ

سورہ نساء۔ آیت نمبر ۱

اے لوگو! ڈرو اپنے پروردگار سے جس نے تم کو پیدا کیا ایک جان سے، اور پیدا کیا اس سے جوڑا اس کا، اور پھیلا دیے ان دونوں سے مرد و عورت بہت سے، اور اللہ سے ڈرو جس کے نام سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور لحاظ کرو رشتہ داریوں کا۔

وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ (سورہ رعد۔ آیت نمبر ۲۱)

اور وہ لوگ اسی چیز کو ملاتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس کو ملایا جائے۔

صلہ رحمی اور قطع رحمی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا، جب اس سے فارغ ہوا تو رشتہ نے عرض کیا،

کیا قطع رحمی سے پناہ مانگنے کی یہ جگہ ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں، کیا تو راضی ہے کہ تجھے جو جوڑے اُسے میں جوڑوں اور جو تجھے کاٹے اُسے میں کاٹوں، رشتہ نے کہا ہاں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا بس یہ تیرے لیے ہے۔ پھر رسول اللہ ؐ نے فرمایا اگر تم چاہو تو اس آیت کو پڑھو

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ

کیا یہ ممکن ہے جب تم کو حکومت اور موقع ملے تو تم زمین پر فساد پھیلاؤ اور قطع رحمی کرو، وہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی اور اندھا بہرا کیا (بخاری و مسلم)

جو رشتہ کاٹے گا اللہ اس کو کاٹے گا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! رشتہ عرش سے معلق ہے اور کہتا ہے جو مجھے جوڑے گا اللہ اس کو جوڑے گا اور جو مجھے کاٹے گا اللہ تعالیٰ اس کو کاٹے گا۔ (بخاری و مسلم)

قطع رحمی کا بدلہ صلہ رحمی سے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے عرض کیا میرے قرابت دار ہیں، میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں، وہ قطع رحمی کرتے ہیں، میں ان کے ساتھ بھلائی کرتا ہوں وہ میرے ساتھ برائی کرتے ہیں، میں بردباری کرتا ہوں وہ میرے ساتھ سختی کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! جیسا تم کہہ رہے ہو اگر سچ ہے تو تم ان کے منہ میں خاک ڈالتے ہو اور اللہ تعالیٰ کی مدد تمھارے ساتھ برابر رہے گی جب تک تم اس پر قائم رہو گے۔

(بخاری و مسلم)

حمد

رخسانہ نکہت لاری اُمِ ہانی لکھنؤ

سورۂ "الفاتحہ" کی آیات پر مبنی

تیرے ہی نام سے آغاز ہے اللہ اللہ
تیری رحمت پہ ہمیں ناز ہے اللہ اللہ

لائقِ حمد تری ذات ہے یا رب میرے
دو جہاں تیری کرامات ہے یا رب میرے
تیری رحمت پہ ہمیں - - - - - - - -

حشر کے دن کا تو ہی مالک و مختار خدا
تجھ سے کرتے ہیں دعا خود سے نہ کر ہم کو جدا
تیری رحمت پہ ہمیں - - - - - - - -

جز ترے کوئی عبادت کا سزاوار نہیں
ماسوا تیرے مرا کوئی مددگار نہیں
تیری رحمت پہ ہمیں - - - - - - - -

سیدھی سی راہ دکھا ہم کو ہدایت دے دے
ہاں وہی راہ جو انعام کی دولت دے دے
تیری رحمت پہ ہمیں - - - - - - - -

جن پہ ہے تیرا غضب اُن سے بچانا یا رب
نہ تو گمراہ کی راہوں پہ چلانا یا رب
تیری رحمت پہ ہمیں - - - - - - - -

مولانا عبدالسلام ندوی

سیاسی خدمات

عمال کی معزولی

حضرت عمرؓ ہمیشہ ملکی عہدے ان لوگوں کو دیتے تھے جو ایک طرف تو اس خدمت کے انجام دینے کی قابلیت رکھتے تھے، دوسری طرف ان کا دامنِ اخلاق بالکل بیداغ ہوتا تھا اس لئے ان کو جس عامل میں ان اوصاف کی کچھ بھی کمی نظر آتی تھی اس کو فوراً معزول کر دیتے تھے،

ایک بار حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے میر منشی نے حضرت عمرؓ کے نام ایک خط لکھا جس کی ابتدا اعرابی طریقے کے موافق ان الفاظ میں کی من ابو موسیٰ چونکہ عربی قاعدے کی رو سے من ابی موسیٰ

لکھنا چاہیے تھا اس لیے حضرت عمرؓ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا کہ جس وقت میرا خط پہونچے اپنے منشی کو ایک کوڑا مارو اور علیحدہ کردو،[1]

حضرت عمارؓ کو والی مقرر کیا تو ایک شخص نے کہا کہ ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ آپ نے ان کو کہاں کا عامل مقرر فرمایا ہے، حضرت عمرؓ نے ان سے اس قسم کے چند سوالات کیے تو معلوم ہوا کہ واقعی یہ خیال صحیح تھا اس لیے ان کو معزول کر دیا،[2] اس کے بعد حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کا تقرر فرمایا لیکن کوفہ والوں نے ان کی شکایت کی کہ ان کا غلام تجارت کرتا ہے تو ان کو بھی وہاں سے ہٹا دیا،[3]

حضرت نعمان بن عدی کو میسان کا عامل بنا کر بھیجا تو انھوں نے بی بی کو بھی ساتھ لیجانا چاہا لیکن اس نے انکار کر دیا، وہاں پہونچے تو بی بی کے نام ایک خط میں حسب ذیل اشعار لکھ بھیجے،

فمن مبلغ حسناء ان حلیلها	بمیسان یسقی فی زجاج وحنتم
میری طرف سے اس پیکر حسن کو کون پیغام پہونچائیگا	کہ اس کا شوہر میسان میں شیشے کے اور خم کے گلاس سے پیتا ہے
اذا شئت غنتنی دھاقین قریۃ	وصناجۃ تحدو علی کل میسم
جب میں چاہتا ہوں تو دیہاتی لوگ میرے لیے گیت گاتے ہیں	اور ستار ہر قسم کے سر بجاتا ہے،
اذا کنت ندمانی فبالاکبر اسقنی	ولا تسقنی بالاصغر المتثلم
اور تو میری ہمنشین ہو تو بڑے پیالے سے پلا	نہ کہ چھوٹے اور ٹوٹے ہوئے پیالے سے
لعل امیر المومنین یسوءہ	تنادمنا فی الجوسق المتھدم
شاید امیر المومنین کو	ہماری مصاحبت ناگوار ہو

حضرت عمرؓ کو اس خط وکتابت کا حال معلوم ہوا تو ان کو لکھا کہ ہمیں تمہارا آخری شعر سنا، درحقیقت مجھے اس قسم کی صحبت ناگوار ہے، اس کے بعد ان کو معزول کر دیا، وہ آئے تو کہا

[1] فتوح البلدان صفحہ ۳۵۷ [2] طبری صفحہ ۲۶۷۷ [3] طبری صفحہ ۲۶۷۸

کہ خدا کی قسم یہ کچھ نہ تھا صرف چند اشعار میری زبان پر جاری ہو گئے تھے، ورنہ میں نے کبھی شراب نہیں پی، حضرت عمرؓ نے کہا میرا بھی یہی خیال ہے، لیکن بااینہمہ اب تم کبھی میرے عامل نہیں ہو سکتے،[1]

جو عمال غلاموں کی عیادت نہیں کرتے تھے یا ان تک کمزور لوگوں کا گذر نہیں ہو سکتا تھا وہ معزول کر دیے جاتے تھے،[2]

تنخواہ تنخواہ کا کوئی خاص معیار نہ تھا بلکہ حالات کے لحاظ سے تنخواہیں مختلف ہوتی تھیں، مثلاً حضرت عیاض بن غنم حمص کے والی تھے اور ان کو روزانہ ایک اشرفی اور ایک بکری ملتی تھی،[3] لیکن حضرت امیر معاویہؓ اسی عہدے پر مامور تھے اور ان کو اس کے صلے میں ہزار دینار ماہوار ملتے تھے،[4] تاہم جو تنخواہ تھی وہ ہر شخص کے لیے کافی ہوتی تھی،

حضرت عثمانؓ نے اگرچہ اس نظام میں اس قدر تغیر کیا کہ تمام بڑے بڑے عہدے بنو امیہ کو دیدیے تاہم انھوں نے بلا وجہ کسی قدیم عامل کو معزول نہیں کیا، طبری میں ہے کہ وہ بلا شکایت یا بغیر استعفا کے کسی عامل کو معزول نہیں کرتے تھے،[5] بلکہ شام میں حضرت عمرؓ کے معزول کردہ جو عامل پہلے سے موجود تھے ان کو اپنے اپنے عہدوں پر قائم رہنے دیا،[6] باقی اس نظام میں اور کسی قسم کا ردوبدل نہیں ہوا، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عہد خلافت میں اس معاملہ میں دو عظیم الشان انقلاب پیدا ہوئے، ایک تو یہ کہ انھوں نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے سوا تمام عمال عثمانی کو یکقلم موقوف کر دیا،[7] دوسرے یہ کہ انھوں نے تمام عمال کے طرز عمل کی عام تحقیقات کرائی،[8] اور غالباً یہ ایسی ترقی تھی جو خود حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں بھی نہیں ہوئی تھی،

[1] اسد الغابہ تذکرہ نعمان بن عدی [2] کتاب الخراج صفحہ ۷۷ [3] اسد الغابہ تذکرہ حضرت عیاض بن غنم
[4] استیعاب تذکرہ حضرت امیر معاویہؓ [5] طبری صفحہ ۲۸۱۴ [6] طبری صفحہ ۲۸۶۷ [7] یعقوبی صفحہ ۲۰۸
[8] کتاب الخراج صفحہ ۶۷

صیغۂ عدالت

اسلام مین صیغۂ قضا، اگرچہ عہد نبوت ہی مین قایم ہو گیا تھا لیکن ابتدا مین یہ صیغہ اور صیغون کے ساتھ مخلوط تھا، چنانچہ آپ نے حضرت علیؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کا عامل مقرر فرما کر بھیجا تو اور فرائض کے ساتھ یہ خدمت بھی ان کے متعلق کی[1] اور اس کے آئین و اصول بتائے، حضرت عمرؓ کے زمانے مین بھی برسون یہ خلط مبحث رہا لیکن انھون نے اپنے وسط خلافت مین اس صیغہ کو اور صیغون سے الگ کر دیا اور مستقل طور پر قضاۃ مقرر کر کے ان کی تنخواہین مقرر کین[2]،

اصول و آئین عدالت اس باب مین سب سے مقدم چیز اصول و آئین عدالت کا منضبط کرنا تھا، حضرت ابوبکرؓ کے زمانے تک یہ قاعدہ تھا کہ جب کوئی مقدمہ پیش ہوتا تھا تو پہلے قرآن مجید کی طرف پھر حدیث کی طرف رجوع کرتے تھے اور سب سے اخیر مین مسلمانون سے مشورہ لیتے تھے، اجتہاد اور قیاس کو بالکل دخل نہین دیتے تھے[3]،

لیکن حضرت عمرؓ کے عہد خلافت مین جب تمدن کو زیادہ وسعت ہوئی تو انھون نے قضاۃ کو اجماع اور قیاس سے بھی مدد لینے کی ہدایت کی لیکن قیاس کو سب سے مؤخر رکھا[4] اس کے ساتھ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے نام آداب قضارت کے متعلق ایک مفصل فرمان لکھا جو کنز العمال اور دار قطنی[5] مین بلفظہ منقول ہے، اس فرمان مین قضارت کے متعلق جو احکام مذکور ہین وہ حسب ذیل ہین،

[1] ابوداؤد کتاب القضا [2] کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۱۷۵ و ۱۷۶ [3] دارمی صفحہ ۳۲ و ۳۳ [4] مسند دارمی صفحہ ۳۴ [5] کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۱۷۴ و دار قطنی صفحہ ۵۱۲

(۱) قاضی کو تمام لوگون کے ساتھ یکسان برتاؤ کرنا چاہیے،

(۲) بار ثبوت صرف مدعی پر ہے،

(۳) مدعا علیہ کے پاس اگر ثبوت یا شہادت نہین ہے تو اس سے قسم لیجائیگی،

(۴) فریقین ہر حالت مین صلح کر سکتے ہین لیکن جو امر خلاف قانون ہے اس مین صلح نہین ہو سکتی،

(۵) قاضی خود اپنی مرضی سے مقدمہ کے فیصل کرنے کے بعد اس پر نظر ثانی کر سکتا ہے،

(۶) مقدمہ کے پیشی کی ایک تاریخ مقرر ہونی چاہیے،

(۷) اگر مدعا علیہ تاریخ معینہ پر حاضر نہ ہو تو مقدمہ اس کے خلاف فیصل کیا جائیگا،

(۸) ہر مسلمان قابل ادائے شہادت ہے، لیکن جو سزا یافتہ ہو یا جس کا جھوٹی گواہی دینا ثابت ہو وہ قابل شہادت نہین،

(۹) اخلاقی حیثیت سے قاضی کو غصہ کرنا اور گھبرانا نہین چاہیے،

آج اس تمدنی زمانے مین بھی عدالت کے اساسی قوانین یہی ہین،

قضاۃ کا انتخاب قضارت کے متعلق سب سے اہم کام قابل اور متدین حکام کا انتخاب تھا، صحابہ مین جو لوگ علم و فضل مین مسلّم تھے، مثلاً حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت عبادہ بن الصامتؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، ان کے انتخاب کے لئے صرف یہی کافی تھا کہ وہ خود منتخب روزگار تھے لیکن حضرت عمرؓ اور لوگون کو عملی تجربہ اور ذاتی امتحان کے بعد منتخب کرتے تھے چنانچہ حضرت کعب بن سور ازدیؓ جو بصرہ کے قاضی تھے ان کی تقرری کا شان نزول یہ ہے کہ وہ ایک بار حضرت عمرؓ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک عورت آئی اور کہا کہ مینے اپنے شوہر سے بہتر آدمی نہین دیکھا، وہ رات بھر نماز پڑھتا ہے اور دن بھر روزے رکھتا ہے، حضرت عمرؓ نے عورت کی تعریف کی اور اس کے لئے استغفار کیا، وہ شرمندہ ہو کر چلی گئی، تو حضرت کعبؓ نے کہا کہ

وہ مستغیث ہو کر آئی تھی، اب حضرت عمرؓ نے اس کو بلوا بھیجا اور کہا کہ یہ کہتے ہین کہ تم کو یہ شکایت ہے کہ تمہارا شوہر تم سے تعلق نہین رکھتا، اس نے کہا سچ ہے" حضرت عمرؓ نے اس کے شوہر کو بلوا بھیجا، اور حضرت کعبؓ سے اصرار کیا کہ تمہین نے اس مقدمہ کو سمجھا ہے اور تمہین اس کا فیصلہ کرو انھون نے فیصلہ کیا تو اس قدر خوش ہوے کہ ان کو بصرہ کا قاضی مقرر کر دیا[1]،

| قضارت کی ذمہ داریون کا احساس | حدیث شریف مین آیا ہے،

من ولی القضاء فقد ذبح بغیر سکین — جو شخص قاضی بنایا گیا وہ بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا (ابوداؤد کتاب القضا)

اس حدیث کی بنا پر بعض صحابہ جو بہت زیادہ محتاط تھے وہ سرے سے عہدۂ قضا ہی کو قبول نہین کرتے تھے، چنانچہ حضرت عثمانؓ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو قاضی مقرر کرنا چاہا تو انھون نے صاف انکار کر دیا[2]، لیکن جن صحابہ کو اس عہدے کے قبول کرنے سے انکار نہ تھا وہ بھی شدت کے ساتھ اس کی ذمہ داریون کو محسوس کرتے تھے، حضرت ابوالدرداءؓ بیت المقدس کے قاضی تھے، ایک بار انھون نے حضرت سلمانؓ فارسی کو لکھا کہ بیت المقدس مین تشریف لائے، لیکن انھون نے لکھا کہ زمین کسی کو مقدس نہین بنا سکتی، انسان کو صرف اس کا عمل مقدس بناتا ہے، مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم طبیب (قاضی) مقرر کئے گئے ہو، اگر تم سے لوگ شفایاب ہون تو کیا کہنا ورنہ اگر جعلی طبیب ہو تو کسی انسان کو مار کر دوزخ مین نہ داخل ہو، حضرت ابوالدرداءؓ پر اس خط کا یہ اثر پڑا کہ مقدمہ فیصل ہونے کے بعد فریقین واپس جاتے تھے تو احتیاطاً بلا کر دوبارہ اظہار لیتے تھے[3]،

| عدل و انصاف | خلفا مقدمات کے فیصل کرنے مین کسی قسم کی رعایت کو جائز نہین رکھتے تھے ایک بار حضرت عمرؓ حضرت زید بن ثابتؓ کے یہان خود فریق مقدمہ بنکر آئے تو انھون نے ان کو اپنے پاس بٹھانا

[1] اسد الغابہ تذکرہ حضرت کعب بن سورؓ [2] مسند ابن حنبل جلد ۱ صفحہ ۶۶ [3] موطاے امام مالک کتاب الاقضیہ باب جامع القضاء،

چاہا لیکن انھون نے کہا کہ یہ پہلا ظلم ہے جو تم نے کیا، مین اپنے فریق کے ساتھ بیٹھونگا[1]،

ایک بار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے یہان ایک مہمان آیا اور انھون نے اس کو کئی دن تک مہمان رکھا لیکن ایک دن جب وہ فریق مقدمہ ہو کر ان کے سامنے حاضر ہوا، تو بولے اب آپ تشریف لیجائیے ہم فریق کو صرف فریق کے ساتھ ٹھہرا سکتے ہین[2]،

ایک بار ایک یہودی اور ایک مسلمان کا مقدمہ پیش ہوا، حضرت عمرؓ نے یہودی کے حق مین فیصلہ کیا تو وہ بیساختہ بول اٹھا "آپ نے انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا"[3]،

| رشوت ستانی کی روک ٹوک | حضرت عمرؓ نے جب صیغۂ عدالت قایم کیا تو رشوت ستانی کے انسداد کے لیے سخت بندشین قایم کین اور عام طور پر تمام حکام کو لکھ بھیجا۔

اجعلوا الناس عندکم فی الحق سواء قریبہم کبعیدہم وبعیدہم کقریبہم وایاکم والرشی[4] — حق مین تمام لوگون کو برابر سمجھو قریب و بعید مین فرق و امتیاز نہ کرو اور رشوت سے بچو،

اس کے ساتھ قضاۃ کی بیش قرار تنخواہین مقرر کین اور قاعدہ مقرر کیا کہ جو شخص معزز اور دولتمند نہ ہو وہ قاضی نہ مقرر کیا جائے، اس کی وجہ یہ تھی کہ دولتمند رشوت کی طرف راغب نہ ہوگا اور معزز آدمی پر فیصلہ کرنے مین کسی کے رعب و داب کا اثر نہ پڑیگا،

علانیہ رشوت خواری کے علاوہ بہت سے مخفی طریقے ہین جن کے ذریعہ سے رشوت دیجا سکتی ہے مثلاً حکام کو اگر تجارت کی اجازت دیجائے تو وہ اس کے ذریعہ سے بہت کچھ ذاتی فوائد حاصل کر سکتے ہین ہدیہ بھی رشوت خواری کا ایک مہذب ذریعہ بن سکتا ہے، اور بنتا ہے، حضرت عمرؓ نے ان تمام طریقون کا سد باب کیا، چنانچہ قاضی شریح کو جب قضارت کے عہدے پر مامور کیا تو فرمایا

[1] کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۱۷۰ [2] کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۱۷۰ [3] موطاے امام مالک کتاب الاقضیہ باب الترغیب فی القضاء بالحق [4] کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۱۷۴

لا تشتروا ولا تبیعوا ولا ترتشوا[1] نہ کچھ خریدو، نہ کچھ بیچو، اور نہ رشوت لو،

ایک شخص معمولاً ہر سال ان کی خدمت میں اونٹ کی ایک ران ہدیۃً بھیجا کرتا تھا، ایک بار وہ فریق مقدمہ ہو کر دربار خلافت میں حاضر ہوا تو کہا کہ امیر المومنین! ہمارے مقدمہ کا ایسا دو ٹوک فیصلہ کیجئے جس طرح اونٹ کے ران کی بوٹیاں ایک دوسرے سے جدا کی جاتی ہیں، حضرت عمرؓ اس ناجائز اشارے کو سمجھ گئے اور اسی وقت تمام عمال کو لکھ بھیجا کہ ہدیہ نہ قبول کرو کیونکہ وہ رشوت ہے[2]،

ماہرین فن کی شہادت مقدمات میں شہادت کی توثیق و اعتبار کا ایک بڑا ذریعہ یہ ہے کہ ماہرین فن کی شہادت لی جائے یعنی جو امر کسی خاص فن سے تعلق رکھتا ہے اس کے متعلق اس فن کے ماہرین کا اظہار لیکر فیصلہ کیا جائے، حضرت عمرؓ نے اس اصول پر نہایت کثرت سے عمل کیا، ایک بار حطیہ نے زبرقان بن بدر کی ہجو کہی اور اس نے دربار خلافت میں مقدمہ دائر کیا، تو حضرت عمرؓ نے پہلے حسان بن ثابتؓ سے مشورہ لیا، اس کے بعد حطیہ کو سزا دی[3]،

ایک بار ایک بیوہ عورت نے عدت کے دن گذار کے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا، لیکن وہ پہلے سے حاملہ تھی، اس لئے دوسرے شوہر کے پاس ساڑھے چار مہینے کے بعد اس کے بچہ پیدا ہوا، حضرت عمرؓ کی خدمت میں معاملہ پیش ہوا تو انھوں نے زمانۂ جاہلیت کی پراتم عورتوں کا اظہار لیا اور انھوں نے اس کی ایک ایسی معقول وجہ بیان کی جس سے عورت بے قصور ثابت ہوئی، اسلئے حضرت عمرؓ نے بچہ کو پہلے شوہر کی طرف منسوب کیا اور دونوں میاں بی بی سے کہا اس میں تمہارا کوئی قصور نہ تھا، ایک اور مقدمہ پیش ہوا جس میں دو شخص ایک بچے کے باپ ہونے کے مدعی تھے ان کی نسبت حضرت عمرؓ نے ایک قیافہ شناس کا اظہار لیا[4]،

---

[1] کنز العمال جلد ۳ صفحہ ... [2] کنز العمال جلد ۳ صفحہ ... [3] ... زبرقان ... [4] ... کتاب الاقضیہ باب الشہادۃ

تحریری فیصلے اس زمانہ کے تمدن کے لحاظ سے اگرچہ مقدمات کا فیصلہ نہایت سادہ طور پر کیا جاتا تھا اس لئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ تمام مقدمات کے فیصلے لکھے جاتے تھے تاہم تفحص و جستجو سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے اہم مقدمات کے فیصلے لکھے جاتے تھے جو آئندہ چل کر فریق مقدمہ کے کام آتے تھے چنانچہ ایک دفعہ حضرت رباب بن حذیفہؓ نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کے بطن سے تین اولاد پیدا ہوئی ان کے مرنے کے بعد حضرت عمرو بن العاصؓ نے جو ان کے عصبہ تھے ان تمام بچوں کو شام بھیج دیا اور وہ وہاں جاکر مر گئے، ان کے بعد وراثت کے متعلق نزاع ہوئی تو حضرت عمرؓ نے عصبہ کو وراثت دلوائی اور ایک تحریر لکھوا دی جس میں تین شخص یعنے حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ حضرت زید بن ثابتؓ اور ایک اور شخص کے دستخط بطور شاہد کے ثبت تھے، چنانچہ ایک موقع پر جب ان لوگوں میں نزاع ہوئی تو عبد الملک نے اسی تحریر کے مطابق فیصلہ کیا[1]،

حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کے مقابلہ میں صفایائے نبوی کی نسبت جو فیصلہ کیا تھا وہ بھی ایک شخص کے پاس لکھا ہوا محفوظ تھا[2]،

اخلاق کا اثر مقدمات پر مقدمات کی کثرت و قلت کو ایک بہت بڑا اخلاقی معیار قرار دیا جاسکتا ہے، جس ملک جس قوم اور جس زمانہ کی اخلاقی حالت نہایت پست ہو جاتی ہے اس میں ذرا ذرا سی بات پر نزاع ہوتی ہے، مقدمات اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور ہر معاملہ کی نسبت لوگ جھوٹی گواہی اور شہادت دینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں، چنانچہ ایک بار جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون لوگ بہتر ہیں تو آپ نے فرمایا،

قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم یجئی قوم تبدر شھادۃ احدھم یمینہ و تبدر یمینہ شھادتہ (نبی ﷺ) سب سے بہتر زمانہ میرا ہے، پھر صحابہ کا، پھر تابعین کا، اسکے بعد ایک ایسی قوم پیدا ہوگی جو شہادت سے پہلے قسم کھائیگی،

---

[1] ابو داود کتاب الفرائض باب فی الولاء [2] ابو داود کتاب الخراج والامارۃ باب فی صفایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور قسم سے پہلے شہادت دیگی،

لیکن صحابہ کرام کے زمانے تک جھوٹی شہادت ایک ایسا جرم خیال کی جاتی تھی کہ لوگ بچوں کو اس سے بچنے کی ہدایت کرتے تھے، اسی حدیث میں ہے،

قال ابراھیم کانوا ینھونا ونحن غلمان عن العھد والشھادات	ابراہیم کہتے ہیں کہ بچپن میں لوگ ہم کو شہادت اور عہد سے منع کرتے تھے[1]

ایکبار عراق کا ایک شخص حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میں ایک ایسے معاملہ کے لیے آیا ہوں جس کا نہ تو سر ہے، نہ دم، ہمارے ملک میں جھوٹی شہادتوں کا رواج ہو چلا ہے، حضرت عمرؓ نے نہایت تعجب سے کہا کہ ہاں ایسا ہے؟[1]

مقدمات کی قلت کا یہ حال تھا کہ حضرت سلمان بن ربیعہ باہلی جو کوفہ کے قاضی تھے انکی نسبت ابو وائل کا بیان ہے کہ میں مستقل چالیس دن تک ان کے پاس آتا جاتا رہا لیکن ان کے یہاں کسی فریق مقدمہ کو نہیں دیکھا،[2]

---

[1] موطاء امام مالک کتاب الاقضیہ باب الشہادات [2] اسد الغابہ تذکرہ سلمان بن ربیعہ باہلی [illegible]

کتاب ہدایت ــــــ صفحہ ۵ کا بقیہ

عورتیں عام طور سے کمزور دل کی ہوتی ہیں اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا بڑا خیال رکھتے تھے ایک دفعہ سفر میں بیبیاں ساتھ تھیں، اونٹ تیزی سے جا رہے تھے، حضورؐ نے انجشہ حبشی غلام سے کہا دیکھنا شیشے (عورتیں) ٹوٹنے نہ پائیں۔

صحابہ اپنی بیویوں سے بہت محبت کا برتاؤ کرتے تھے، ایک بار حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی عائشہ رضؓ کو ایک خاص وجہ سے طلاق دے دی، مہر کی رقم بھیجی تو وہ اس کو دیکھ کر رو پڑیں اور کہا جدا ہونے والے دوست کے مقابل میں یہ نہایت حقیر چیز ہے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے یہ خبر سُنی تو بے اختیار رو پڑے۔

از: حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی مدظلہ

سیّدنا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جنھیں نطقِ نبوّت سے سیّد الشہداء کا خطاب ملا

۱۵ شوال ہفتہ کے روز احد کی لڑائی شروع ہوئی۔ قریش مکہ کا علمبردار جس کا نام طلحہ تھا۔ صف سے نکلا اور مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا: تم میں کوئی ہے جو میرے مقابلہ کے لیے نکلے؟ حضرت علی مرتضیٰ رضؓ نے صف سے نکل کر کہا: میں ہوں۔ یہ کہکر تلوار ماری اور ایک ہی وار میں جہنم رسید کیا۔ طلحہ کے بعد اس کے بیٹے عثمان نے جس کے پیچھے پیچھے عورتیں اشعار پڑھتی ہوئی آرہی تھیں۔ علم ہاتھ میں تھا اور یہ شعر پڑھتا ہوا حملہ آور ہوا ؎

ان علی اھل اللواء حقّا ؛ ان تخضب الصعدۃ او تندقا نیزہ اٹھانے والے کو چاہیے کہ اسے خون میں رنگ دے یا ٹکرا کر ٹوٹ جائے۔

حضرت حمزہ شیر خدا اس کے مقابلے کو نکلے اور شانہ پر اس زور سے تلوار ماری کہ کمر تک اتر آئی اور ساتھ ہی آپ نے فرمایا: میں ساقی حجاج (عبد المطلب) کا بیٹا ہوں۔

اب عام جنگ شروع ہو گئی حضرت حمزہؓ۔ حضرت علیؓ۔ ابو دجانہؓ فوج کے دل میں جا گھسے اور صفوں کی صف الٹ دی۔ حضرت ابو دجانہؓ عرب کے مشہور پہلوان تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک میں تلوار لے کر فرمایا۔ کون اس کا حق ادا کرتا ہے؟ اس سعادت کے لیے دفعتاً بہت سے ہاتھ بڑھے لیکن یہ فخر حضرت ابو دجانہؓ کے حصہ میں تھا۔ اس غیر متوقع عزت نے ان کو معزز کر دیا۔ سر پر سرخ رومال باندھا اور اکڑتے۔ تنتے ہوئے فوج سے نکلے آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا یہ چال خدا کو سخت ناپسند ہے لیکن اس وقت پسند ہے۔ حضرت ابو دجانہؓ

دشمنوں کو کاٹتے اور لاشوں پر لاشیں گراتے بڑھتے چلے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ ہندہ سامنے آگئی۔ اس کے سر پر تلوار رکھ کر ہٹالی اور کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تلوار ایسی نہیں کہ کسی عورت پر آزمائی جائے۔

حضرت حمزہ رضؓ دو دستی تلوار مارتے جاتے اور کہتے جاتے تھے: میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا شیر ہوں۔ اور جس طرف بڑھتے تھے۔ دشمنوں کا صفایا کر دیتے تھے۔

شہادت

شیرِ خدا حضرت حمزہ رضؓ نے چونکہ جنگِ بدر میں چُن چُن کر اکثر سردارانِ قریش کو قتل کیا تھا۔ اس لیے تمام مشرکینِ قریش سب سے زیادہ ان کے خون کے پیاسے تھے۔ چنانچہ جبیر بن مطعم نے ایک غلام کو جس کا نام وحشی تھا۔ اپنے چچا طعیمہ بن عدی کے انتقام پر خاص طور سے تیار کیا تھا اور اس صلہ میں آزادی کا لالچ دلایا تھا۔

غرض وہ جنگ کے موقع پر ایک چٹان کے پیچھے گھات میں بیٹھا ہوا حضرت حمزہ رضؓ کا انتظار کر رہا تھا حضرت حمزہ رضؓ کا آخری وقت آگیا تھا۔ اپنی دو دستی تلواریں چلاتے ہوئے اور لاشوں پر لاشیں ڈھیر کرتے ہوئے ایک دفعہ اس کے قریب سے گذرے۔ کسی نے کہا: یہ کون شیر ہے؟ یہ حمزہ ہیں۔ ناگاہ اسی حالت میں آپ کا پیر پھسل گیا اور پیٹھ کے بل گر پڑے زرہ ان کے پیٹ سے ہٹ گئی تو وحشی نے اچانک اپنا بھالا مارا اور ان کے ناف کے نیچے اس طرح رکھا کہ ان کے دونوں سرین کے پار ہو گیا۔ حضرت حمزہ رضؓ نے اٹھنے کی کوشش کی مگر نہ اٹھ سکے۔ پیام شہادت آیا اور اس دار المحن سے نجات پائی۔

اس شیرِ خدا کی شہادت پر کفار کی عورتوں نے خوشی کے ترانے گائے۔ آپ کی شہادت ہفتہ کے روز ۱۵ شوال ۳ھ میں ہوئی۔

نعش کی بے حُرمتی

جب وحشی نے حضرت حمزہ رضؓ کو شہید کر دیا۔ تو ابو سفیان کی بیوی ہندہ بنت عتبہ نے آپ کی لاش کی سخت بے حرمتی کی۔ اس نے نعش مبارک سے کان ناک کاٹ کر ہار بنایا اور اپنا ہار وحشی کو دے دیا۔ اس کے بعد آپ کا شکم چاک کر کے جگر نکالا اور اُسے چبا چبا کر نگل جانے کی کوشش کی۔ مگر اسے نہ نگل سکی اور تھوک دیا۔ پھر اس نے ایک اونچے مقام پر چڑھ کر بلند آواز سے چیختے ہوئے کہا۔

آج ہم نے بدر کی لڑائی کا بدلہ لے لیا اور وحشی نے میرے سینے کی بھڑاس نکال دی۔

جب تک میری عمر باقی رہے گی وحشی کا شکریہ ادا کرتی رہوں گی۔

جب جنگ ختم ہوئی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کو نہیں دیکھا تو ان کی تلاش میں نکلے اور ان کی مثلہ کی ہوئی لاش بطنِ وادی میں نظر پڑی۔ لاش مبارک کا المناک منظر دیکھ کر بے اختیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل بھر آیا اور مخاطب ہو کر فرمایا۔

تم پر خدا کی رحمت ہو کیوں کہ تم رشتہ داروں کا سب سے زیادہ خیال رکھتے تھے۔ نیک کاموں میں پیش پیش رہتے تھے۔ اگر مجھے صفیہ رضؓ کے رنج و غم کا خیال نہ ہوتا تو میں اسی طرح چھوڑ دیتا کہ درند اور پرند کھائیں اور تم قیامت میں انھیں کے شکم سے نکالے جاؤ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابھی کھڑے ہی تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سورہ نحل کی آخر کی یہ آیت لے کر تشریف لائے۔

ان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ولئن صبرتم لهو خير للصابرين ٭ واصبرو ما صبرك الا بالله ولا تحزن عليهم ولا تك في ضيق مما يمكرون ان الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون ٭ (نحل ع ۱۶)

اور اگر بدلہ لینے لگو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنا تمہارے ساتھ برتاؤ کیا گیا ہے اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے حق میں بہت ہی اچھی بات ہے اور آپ صبر کیجئے اور آپ کا صبر کرنا خاص خدا ہی کی توفیق سے ہے اور ان پر غم نہ کیجئے۔ اور جو کچھ یہ تدبیریں کیا کرتے ہیں اس سے تنگ دل نہ ہوئیے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے ساتھ ہوا کرتا ہے جو پرہیز گار ہوتے ہیں اور نیک کردار ہوتے ہیں۔

لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں صبر ہی کو اختیار کروں گا۔ چنانچہ آپ نے صبر کی خدائی تعلیم پر عمل کیا اور دنیا کے سامنے ایک بہترین عمل کا نمونہ پیش کر دیا اسی موقع پر حضرت حمزہ رضؓ کو بارگاہِ رسالت سے سید الشہداء کا لقب مرحمت ہوا۔

یہی سلوک حضرت حمزہ رضؓ کے بھانجے (جو حضرت حمزہ کی بہن امیمہ کے لڑکے تھے) عبد اللہ بن جحش رضؓ کے ساتھ بھی کیا گیا تھا لیکن ان کا جگر نہیں نکالا گیا تھا۔ انہوں نے اللہ سے دعا کی تھی۔

اللّٰھم ارزقنی رجلا شدید بأسہ شدید حردہ

حردہ اقاتلہ فیک ویقاتلنی فیقتلنی ثم
اخذنی فیجدع انفی واذنی فاذا لقیتک
لت یاعبداللّٰہ فیم جدع انفک واذنک
اقول فیک وفی رسولک فیقول اللّٰہ صدقت۔
اے اللہ تو میرے پاس ایک مضبوط اور طاقتور
شخص کو بھیج۔ میں اس سے تیری راہ میں قتال کروں گا
ور وہ مجھ سے قتال کرے گا پس وہ مجھے قتل کر دے
ور وہ میری ناک اور کان کاٹ ڈالے پھر اے خدا
یدانِ حشر میں جب تو مجھ سے پکار کر کہے گا کہ اے
عبداللہ کس پاداش میں تمہارے ناک اور کان کاٹے
گئے ہیں تو میں کہوں گا تیری اور تیرے رسولؐ کی
راہ میں کاٹے گئے ہیں پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا:
تم سچ کہہ رہے ہو۔

جس وقت ان کو شہید کیا گیا تھا ان کی عمر
پچاس سال سے کچھ اوپر تھی۔ غرض یہ دن مسلمانوں
کے لیے بڑی مصیبت اور بلا کا دن تھا۔ بہت
سے جلیل القدر صحابہؓ اس روز شہید ہو گئے
س غزوہ میں صادق الایمان اور منافق اچھی
طرح پہچان لیے گئے۔ اس غزوہ میں صحابہؓ کو معلوم
ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رائے کی
ادنیٰ مخالفت بھی کیسے کیسے مصائب کا باعث
ہو سکتی ہے۔

تجہیز و تکفین

انبیاء اور صدیقین کے بعد سب سے بڑا مرتبہ حضرات شہدائے کرام کا ہے۔ دنیا کی اصلاح اور توحید کی اشاعت انہیں کی پاک قربانیوں کی برکت سے ہے۔ ان کی رُوح۔ ان کا جسم اور ان کے خون کا ایک ایک قطرہ خدا کی راہ میں صرف ہوا ہے۔ خدا نے ان کو حیات ابدی اور سرورِ سرمدی عنایت فرمایا ہے۔ قرآن پاک میں ان کو مردہ کہنے سے منع کیا گیا ہے۔ اور فرمایا گیا ہے کہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس رزق پاتے ہیں۔ چونکہ شہداء کی تجہیز و تکفین اور غسل کے احکام بھی دوسرے لوگوں سے مختلف ہیں اور ان کے مسائل کے استخراج کا تعلق غزوۂ احد سے ہے اس لیے یہاں تجہیز و تکفین کا تذکرہ خالی از فائدہ نہ ہو گا۔

حضرت صفیہؓ جو حضرت حمزہؓ کی حقیقی بہن تھیں۔ بھائی کی شہادت کا حال سنا تو روتی ہوئی جنازے کے پاس آئیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دیکھنے نہ دیا اور تسلی و تشفی دے کر واپس فرما دیا حضرت صفیہؓ اپنے صاحبزادے حضرت زبیرؓ کو دو چادریں دے گئی تھیں کہ ان سے کفن کا کام لیا جائے لیکن پہلو میں ایک

انصاری کی لاش بھی بے گور و کفن تھی۔ اس لیے انہوں نے دونوں شہیدانِ ملت میں ایک ایک چادر تقسیم کر دی۔ اس ایک چادر سے سر چھپایا جاتا تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں چھپائے جاتے تو سر برہنہ ہو جاتا تا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چادر سے چہرہ چھپاؤ اور پاؤں پر گھاس اور پتے ڈال دو۔

غرض اس عبرت انگیز طریقے سے سید الشہدا کا جنازہ تیار ہوا۔ اس حالت پر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین رونے لگے۔ آپؐ نے پوچھا: تم لوگ کیوں رو رہے ہو؟ صحابہؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آج ہم لوگ آپ کے چچا کے لیے ایک کپڑا ایسا نہیں پاتے ہیں جس سے ہم ان کے سارے بدن کو ڈھک سکیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ آئندہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ یہاں سے اریاف (ایک مقام کا نام ہے) کی طرف چلے جائیں گے اور وہاں اپنے آرام کے لیے کھانے۔ پینے۔ پہننے۔ اوڑھنے کی چیزوں اور سواریوں کو پائیں گے۔ پھر وہاں پہنچ کر وہ لوگ اپنے اہل و عیال کو لکھیں گے کہ تم بھی یہیں چلے آؤ۔ کیوں کہ مدینہ کی زمین ایک ایسی زمین ہے جو مثل اور ثمر (بنجر) ہے۔ حالانکہ یہ بات یاد رکھو کہ مدینہ ہی ان کے لیے بہتر ہے۔ کاش وہ لوگ جانتے۔ مدینہ میں اگرچہ تکلیفیں ہیں لیکن جو بھی رہ کر مصائب اور سختیوں کو برداشت کرے گا۔ اس کے لیے میں قیامت کے دن شفاعت کروں گا۔

بہر حال شہداء کے جنازے کو غسل دیئے بغیر نمازِ جنازہ کے لیے لایا گیا۔ سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سید الشہداء کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد ایک ایک کر کے شہدائے احد کے جنازے حضرت حمزہؓ کے پہلو میں رکھے گئے اور آپؐ نے علیحدہ علیحدہ ہر ایک پر نماز پڑھائی۔ اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہؓ پر اس دن ستر نمازیں پڑھیں۔ شریعت اسلام میں یہی ایک شخص ہیں جو اس فضیلت کے ساتھ مخصوص ہیں۔ ان کے علاوہ کسی پر بھی اتنی نمازیں آپؐ نے نہیں پڑھیں۔ پھر حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ حضرت زبیرؓ حضرت حمزہؓ کی قبر میں اترے۔ چونکہ احد میں بہت سے صحابہؓ شہید ہوئے تھے اس وجہ سے ایک ایک قبر میں دو۔ دو۔ تین تین شہیدوں کو دفن کیا گیا۔ چنانچہ حضرت حمزہؓ کے ساتھ بھی ایک صحابی حضرت عبداللہ بن جحش قبر میں رکھے گئے جو حضرت حمزہؓ کے بھانجے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ کے بھائی اور سالے بھی تھے کیونکہ

ان کی بہن حضرت زینب رضؓ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئی تھیں۔ اس طرح غازیانِ دین نے بصد اندوہ والم شیرِ خدا اور ان کے بھانجے اور دیگر شہداء کو اسی میدان میں سپرد خاک کردیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت حمزہ رضؓ کے قاتل حضرت وحشی اسلام قبول کرکے جب بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دیکھ کر پوچھا کیا تم ہی وحشی ہو؟ عرض کیا: ہاں! آپ نے پوچھا تم ہی نے حمزہ رضؓ کو قتل کیا تھا؟ بولے جو کچھ آپؐ سے لوگوں نے بیان کیا صحیح ہے۔ ارشاد ہوا: کیا تم اپنا چہرہ مجھ سے چھپا سکتے ہو؟ کیونکہ تمہیں دیکھ کر چچا حمزہ رضؓ کا غم تازہ ہو جاتا ہے۔

حضرت وحشی رضؓ اسی وقت آپؐ کے پاس سے اٹھ کر باہر آگئے اور پھر تمام عمر آپؐ کے سامنے نہ جاسکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب مسیلمہ کذاب دجس نے نبوّت کا دعویٰ کیا تھا) پر فوج کشی ہوئی تو یہ بھی اس میں شریک ہوئے کہ شاید میں اس کو قتل کرکے حمزہ رضؓ کے نقصان کی تلافی کرسکوں۔ یکایک حضرت وحشی رضؓ کی نظر اس پر پڑی۔ دیکھا کہ ایک دیوار سے لگا کھڑا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے خاکی رنگ کا اونٹ ہے سر کے بال پریشان اور پراگندہ چنانچہ اس کے پاس پہنچتے ہی اپنا بھالا مارا اور اس کی دونوں چھاتیوں کے بیچ میں رکھ کر اس کے دونوں مونڈھوں کے آرپار کردیا۔ اور اپنے ارادے میں کامیاب ہوئے۔ اس طرح ان کی ذات سے اسلام کو جس قدر نقصان پہنچا تھا اس سے زیادہ فائدہ پہنچا — (ماخوذ)

فرمانِ الٰہی

اور ہمیں نے زمین میں تمہارا ٹھکانا بنایا۔ اور اس میں تمہارے لئے سامان معیشت پیدا کیے۔ (مگر) تم کم ہی شکر کرتے ہو (۱۰) اور ہمیں نے تم کو (ابتداء میں مٹی سے) پیدا کیا پھر تمہاری صورت شکل بنائی پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو۔ تو (سب نے) سجدہ کیا لیکن ابلیس۔ کہ وہ سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا (۱۱) (اللہ نے) فرمایا جب میں نے تجھ کو حکم دیا تو کس چیز نے تجھے سجدہ کرنے سے باز رکھا۔ اس نے کہا کہ میں اس سے افضل ہوں مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے بنایا ہے۔ (۱۲)

سورۃ الاعراف

دردناک سزا

اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ ان اہل کتاب کے اکثر علماء اور درویشوں کا حال یہ ہے کہ وہ لوگوں کے مال باطل طریقوں سے کھاتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ دردناک سزا کی خوشخبری دو ان کو جو سونا اور چاندی جمع کرکے رکھتے ہیں اور انہیں خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ ایک دن آئے گا کہ اسی سونے چاندی پر جہنم کی آگ دہکائی جائے گی اور پھر اسی سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا۔ (34)، (35)

التوبۃ 9

حضرت مولانا سید محمد نجم الحسن صاحب تھانوی رح

خواتین کی تربیت

تعلیمِ نسواں

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ دین اسلام میں عورتوں کو تعلیم دلانے کی ممانعت ہے اور یہ کہ علمائے دین عورتوں کی تعلیم کے مخالف ہیں۔ لہٰذا سب سے اول اس غلط فہمی کو دور کیا جاتا ہے اور واضح کیا جاتا ہے کہ اسلام میں ایسا نہیں ہے بلکہ عورتوں کو بھی علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم ومسلمۃ (جامع صغیر) علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اسلام میں عمل کرنے کی ممانعت تو کیا ہوتی، علم حاصل کرنے کی فرضیت ثابت ہوتی ہے۔

مگر یہ ظاہر ہے کہ اس جگہ علم سے مراد علم دین ہے اور اسی کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔ وجہ اس کی ظاہر ہے کہ ایمان لانے کے بعد انسان پر اسلام کے احکام پر عمل کرنا فرض وضروری ہے اور عمل بغیر علم کے ناممکن ہے، اس لیے ایمان لانے کے بعد سب سے بڑا فرض علم سیکھنے کا ہے۔

باقی رہے دنیوی علوم، سو ان کا سیکھنا نہ تو فرض، اور نہ منع ہے۔ جیسے منطق، فلسفہ، تاریخ جغرافیہ، ریاضی وغیرہ کہ ان علوم کا سیکھنا نہ ضروری ہے نہ منع ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص ان علوم کو سیکھ کر دین اسلام سے باغی ہوجائے تو اس کے لیے ان دنیوی علوم کا حاصل کرنا جائز نہ ہوگا۔

قرآن وحدیث میں جہاں جہاں علم کی فضیلت آئی ہے اور علم حاصل کرنے کی ترغیب

دی گئی ہے وہاں علم سے مراد علم دین ہی ہے۔

علم دین دو طرح کا ہے

اس کے بعد سمجھنا چاہیئے کہ علم دین ایک تو وہ ہے کہ جو مدارس دینیہ میں پڑھایا جاتا ہے اور آٹھ دس سال تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد انسان مولوی بن جاتا ہے۔ اس طرح کا علم حاصل کرنا ہر شخص پر فرض نہیں ہے خاص کر عورتوں پر۔ لیکن اگر عورتیں بھی اس طرح کا علم دین پردے میں بیٹھ کر حاصل کریں اور باقاعدہ مولوی بننا چاہیں تو بن سکتی ہیں۔

دوسری قسم کا علم دین وہ ہے کہ جو ہر شخص پر، خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو، حاصل کرنا فرض ہے اس سے مراد ضروریات دین کا علم ہے جس سے نماز روزہ وغیرہ عبادات بجا لانے کے قابل ہو۔ اسی طرح تزکیۂ نفس کے لیے بھی علم سیکھنا فرض ہے کہ جس سے معلوم ہو کہ کون سے باطنی اخلاق اچھے ہیں کہ ان کو اختیار کیا جائے اور کون سے برے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ ہیں کہ ان سے اپنے باطن کو پاک کیا جائے جن کا تعلق انسان کے قلب سے ہے جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

الا وان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب

(بخاری و مسلم)

خبردار ہو جاؤ کہ اس بات سے کہ (انسان کے) بدن میں ایک جز (گوشت کا لوتھڑا) ہے کہ جب وہ درست ہوتا ہے تو تمام بدن درست رہتا ہے اور جب وہ فاسد ہو جاتا ہے تو تمام بدن فاسد اور خراب ہو جاتا ہے آگاہ رہو کہ وہ جز دل ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جیسے انسان کے بدن میں بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں اور ان کا علاج و تدبیر کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اسی طرح انسان کے باطن میں بھی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں جن کی اصلاح بہت ضروری ہے مثلاً تکبر، حسد، بغض، کینہ، حرص وغیرہ یہ سب بری عادتیں اور برے اخلاق کہلاتے ہیں ان کو دور کر کے اپنے اندر تواضع، حلم، بردباری، صبر، شکر، قناعت وغیرہ پیدا کرنی چاہئیں۔ غرض علم دین کا حاصل کرنا عورتوں پر بھی بقدر ضرورت فرض ہے کہ جس سے ان کے اعمال ظاہری و باطنی سنور کر بارگاہ خداوندی میں قبولیت کا مقام حاصل کر سکیں۔

موت کی یاد اور اس کا شوق

ڈاکٹر سید محمد سلیمان اختر
بکی سرائے مظفرپور (بہار)

موت ایک ایسی حقیقی شئی ہے جس کا انکار ممکن نہیں۔ دنیا کے تمام انسان اس امر پر متفق ہیں کہ موت آئے گی اور یقیناً آئے گی۔ یہ اور سی بات ہے کہ اس کی جو بھی تاویل و تشریح پیش کی جائے وہ غیر منطقی ہو گی۔ مذہبی لوگوں کے نزدیک اس کی نہ کوئی تاویل ہے اور نہ کوئی تشریح، بلکہ وہ اپنے مذہبی اقوال پر یقین رکھتے ہوئے اسے حق سمجھتے ہیں، دہری، منکر اور اس طرح کے دوسرے لوگ بھی اسے فطری نظام سمجھ کر تسلیم کر ہی لیتے ہیں۔ گویا ہر کس و ناکس کسی نہ کسی اعتبار سے موت کو ایک حقیقت تسلیم کرتا ہے۔

مجموعی طور پر یہ بات مسلم ہے کہ موت آئیگی اور تمام مخلوقات اس سے آشنا ہوں گی جیسا کہ قرآن کریم کا قول ہے کہ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ مگر یہاں دو باتیں سامنے آتی ہیں، ایک تو موت سے الفت، دوسری موت سے ڈر، تو جو لوگ موت سے الفت کرتے ہیں وہ موت کی یاد سے غافل نہیں ہوتے بلکہ ان کا جذبہ شوق پروان چڑھتا ہے اور وہ اس میں ایک قسم کی لذت محسوس کرتے ہیں، مگر دہیں پر وہ لوگ جو موت سے ڈرتے، گھبراتے ہیں موت کا ذکر سنتے ہی ہواس باختہ کر لیتے ہیں، گویا کہ دنیا میں خوف وہراس کے بادل تو چھائے ہی رہے اور بعد مرنے کے بھی سکون سے محروم رہے۔

موت کی یاد اور اس کے اشتیاق کے سلسلہ میں آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی تین حدیث مبارکہ ذیل میں پیش کی جاتی ہیں کہ یہ معلوم ہو جائے کہ اس کا شیدائی اور شائق کس مقام کا حامل ہوتا ہے اور وہ عند اللہ کس مقام و مرتبہ کو پہنچتا ہے۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا ذکرھا ذِم اللذات الموتِ۔ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

ترجمہ :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگو! موت کو یاد کرو اور یاد رکھو جو دنیا کی لذتوں کو ختم کردینے والی ہے۔

عن عبادۃ بن الصامتِ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ احبَّ لِقآءَ اللہ احبَّ اللہُ لِقاءَہٗ ومن کرِہَ لِقاءَ اللہ کرِہَ اللہ لقاءَہٗ۔ (مسلم، بخاری)

ترجمہ :۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو اللہ سے ملنا اور اس کے حضور میں حاضر ہونا محبوب ہو اللہ کو اس سے ملنا محبوب ہے، اور جس کو اللہ سے ملنا ناگوار ہو اللہ کو اس سے ملنا ناگوار ہے۔

مولانا منظور نعمانی صاحب مذکورہ حدیث مبارکہ کے سلسلہ میں اپنے "کلام نبوت" میں ارشاد فرماتے ہیں کہ :۔

حضرت عبادہ بن صامت کی اسی روایت میں آگے یہ آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ بات ارشاد فرمائی تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یا ازواج مطہرات میں سے کسی اور نے عرض کیا کہ! حضرت ہمارا حال تو یہ ہے کہ : "انا لنکرۃ الموت" ہم موت سے گھبراتے ہیں اور موت ہم کو محبوب اور گوارہ نہیں ہے۔ تو آپؐ نے اس کے جواب میں جو کچھ فرمایا اس کا حاصل یہ ہے کہ میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ آدمی کو خود موت محبوب ہونی چاہئے موت کا محبوب ہونا تو ایک طبعی اور فطری بات ہے بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ موت کے بعد اللہ تعالیٰ کی جو رضا اور اس کا جو فضل و کرم مومن پر ہونے والا ہے جو موت کے وقت اس پر منکشف کر دیا جاتا ہے وہ آدمی کو محبوب اور اس کا شوق ہونا چاہیے۔ اور جس بندے کا یہ حال ہو اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے اور اس سے ملنا اللہ کو محبوب ہوتا ہے اس کے برعکس جو بندہ اپنی بداعمالی اور بدبختی کی وجہ سے اللہ تعالےٰ کے

غضب اور عذاب کا مستحق ہوتا ہے، موت کے وقت اس کے اس برے انجام پر اس کو مطلع کر دیا جاتا ہے اس لیے وہ اللہ کے حضور میں جانا نہیں چاہتا اور اس سے نفرت کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تشریح کی بنا پر "لقاء اللہ" سے مراد یہاں موت نہیں ہے بلکہ موت کے بعد اللہ تعالیٰ کا جو معاملہ بندے کے ساتھ ہونے والا ہے وہ مراد ہے۔ چنانچہ اسی مضمون جو حدیث خود حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اس کے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تصریح ہے کہ : "والموت قبل لقاء اللہ" (یعنی موت لقاء اللہ سے پہلے ہے)۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحؒ نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا ہے کہ جب اس دنیا سے دوسرے عالم کی طرف منتقل ہونے کا وقت قریب آتا ہے تو بہیمت اور مادیت کے غلیظ پردے چاک ہونے لگتے ہیں اور روح کے لیے عالم ملکوت کا ظہور ہونے لگتا ہے اس وقت عالم غیب اور عالم آخرت کی حقیقتیں گویا مشاہدے میں آنے لگتی ہیں جن کی اطلاع انبیاء علیہم السلام نے دی ہے۔ اس وقت اس صاحب ایمان بندے کی روح جس نے ہمیشہ بہیمی تقاضوں کو دبایا اور ملکی صفات کو غالب کرنے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ کی عنایات اور اس کے لطف و کرم سے نقشوں کا مشاہدہ کر کے اس کی مشتاق ہوئی جاتی ہے اور اس کا داعیہ اور شوق یہ ہوتا ہے کہ جلد سے جلد وہ اسی عالم میں اور اللہ تعالیٰ کے آغوش رحمت میں پہنچ جائے اور اس کے برعکس جو منکر یا خدا فراموش پرست بندہ ہمیشہ اپنے بہیمی تقاضوں میں غرق اور دنیوی لذتوں میں مست رہا اس کی روح موت کے وقت جب اپنے مستقبل کے مہیب نقشے دیکھتی ہے تو کسی طرح دنیا سے نکلنا نہیں چاہتی۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ انہیں دونوں حالتوں کو "احبّ اللہ لقاءہٗ" اور کرہَ اللہ لقاءہٗ" کا مطلب بس اللہ تعالیٰ کی رضا اور ناراضی، اور انعام، اور غضب، اور ثواب و عذاب ہے۔ تو ظاہر ہے کہ موت کی یاد اور اس کا شوق کیوں نہیں رضائے الٰہی کی خاطر ہو اور حب دنیا، چاہت جاہ کے سبب موت سے کیوں نہ پریشان ہوں۔ حضرت عبداللہ ابن عمرو کی ایک روایت بیہقی فی شعب الایمان میں تحریر کرتے ہیں کہ :۔

عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تحفۃ المؤمنِ الموت۔

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن کا موت تحفہ ہے۔

جیسا کہ قبل بیان کہا جا چکا ہے کہ موت فطری طور پر کسی شخص کے لیے بھی خوشگوار نہیں ہوتی مگر اللہ کے وہ بندے جنھیں ایمان ویقین کی دولت میسر ہے وہ بعد از موت اللہ تبارک تعالیٰ کے انعامات اور قرب خصوصی کے علاوہ لذت دیدار کو پیش نظر رکھتے ہوئے عقلی طور پر موت کے مشتاق ہوا کرتے ہیں۔ یہی وہ جوہر ہے جس کی وجہ سے ایمان ویقین والوں کے لیے موت ایک بہترین تحفہ ہے اور اس کا شوق منزل دیدار کا زینہ ہے۔

علامہ اقبال اپنی وفات سے چند لمحہ قبل ایمان ویقین والوں کی ایک اہم صفت بتائی ہے اور وہ خود بھی اس صفت سے متصف تھے کہتے ہیں کہ ؎

نشان مرد مومن با تو گویم
چوں مرگ آمد تبسم بر لب اوست

بہر حال موت کی یاد اور اس کا شوق ایمان ویقین کو نہ صرف مستحکم بناتا ہے بلکہ زندگی کے حقائق اور باقی رہنے والی حیات پاکیزہ کے تناظر کو دیکھ لیتا ہے آج کا انسان کس قدر غافل اور بے خبر ہے شاید اسے ہمیشہ یہیں رہنا ہے اگر یہ خیال ہے تو بڑے گھاٹے کا سودا ہے۔ اس سے بچنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیئے۔

۷۸۶

ملک کے دینی رسائل وجرائد میں ایک ممتاز رسالہ

ماہنامہ **البدر** کاکوری

جو۔ جون ۱۹۷۷ء سے

- وقت کی پابندی کے ساتھ ہر ماہ شائع ہو رہا ہے۔
- اصلاحِ عقائد کی اہم دینی خدمت انجام دے رہا ہے۔
- رفض و بدعت کے چور دروازوں کی نشاندہی کر رہا ہے۔
- اسلام اور اسلامی شخصیات پر ہونے والے حملوں کا دفاع کر رہا ہے

اور جس کے

سنجیدہ اسلوب، علمی وقار، بے لاگ اداریوں پر مغز تبصروں اور قیمتی مضامین کا دوست و دشمن سب ہی نے اعتراف کیا ہے۔

ان تمام خوبیوں کے ساتھ

مقصدی طنز و مزاح پر مشتمل کالم "آئینہ" بھی البدر کا نشان امتیاز ہے۔ اپنے اور اپنی نسلوں کے دین کی حفاظت کے جذبہ سے البدر کے مستقل قاری بنئے۔

شرح تعاون

ایک سال کے لیے ۴۵/- دو سال کیلئے ۸۰/-

خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ البدر، دار العلوم فاروقیہ، کاکوری لکھنؤ ۲۲۷۱۰۷

عباس اختر اعوان

محاذ خوست پر چند روز

فتح خوست کے بعد لاہور کے مختلف اخبارات وجرائد سے متعلق صحافیوں نے مفتوحہ شہر کے دورے کا پروگرام بنایا تھا لیکن بوجوہ یہ پروگرام روبہ عمل نہ آسکا۔ بعد ازاں ایک مختصر قافلہ عازم خوست ہوا جس میں ملک احمد سرور، برادرم ظفر اقبال بلوچ، ڈاکٹر مسعود ابن نظر اور راقم الحروف شامل تھے، یہ پانچ روزہ سفر تھا جس کی تفصیل ذیل میں دی جا رہی ہے۔ (عباس اختر اعوان)

ہمارا قافلہ قریب ۶۰ کلو میٹر کی مسافت کے بعد نماز ظہر سے پہلے میران شاہ پہنچ چکا تھا یہ شہر پاک افغان سرحد سے چند میل کی مسافت پر واقع ہے اور شمالی وزیرستان کا آخری تحصیل مرکز ہے میران شاہ سے آگے آپ جوں جوں افغانستان کی طرف بڑھتے جائیں گے مہاجر بستیوں کی تعداد بھی بڑھتی جائے گی۔

ایک وقت تھا جب یہ افغان خیموں میں قیام پذیر تھے لیکن گیارہ بارہ سالوں کا دورانیہ کچھ کم نہیں ہوتا، خیمے وقت کا ساتھ نہ دے سکے، چنانچہ جگہ جگہ مٹی اور پتھر سے بنی ہوئی بستیاں ابھرنے لگیں، ان بستیوں کی دیواروں پر جا بجا نعرے دکھائی دے رہے تھے "مرگ بر امریکہ، مرگ بر روسیا" گویا غربت کی یہ زندگی اور مسلسل آزمائشیں

بھی افغانوں کو ان کے دشمن کی پہچان سے محروم نہیں کر سکیں۔

میران شاہ پہنچنے کے کچھ ہی دیر بعد کمانڈر جلال الدین حقانی کے دفتر میں ان سے ملاقات ہوئی۔ بین الاقوامی شہرت کے حامل اس کمانڈر نے معرکۂ خوست میں اول سے آخر تک مجاہدین کی قیادت کی ہے۔ حزب اسلامی کے انجینیر فیض محمد جنھیں اس گیارہ سالہ جہاد میں رومانوی شہرت حاصل ہو چکی ہے، حزب کے مجاہدین کی قیادت کرتے رہے ہیں۔ خوست کی جنگ اور فتح سے کمانڈر حقانی کی مصروفیات میں کئی گنا اضافہ ہو گیا ہے۔ تاہم جب انھیں پاکستان کے صحافیوں کی آمد کا پتہ چلا تو انھوں نے بلا توقف ان کے لیے وقت نکالا۔ ہم کمانڈر حقانی کے دفتر میں داخل ہوئے تو وہاں محاذ خوست سے آنے والے چند اور کمانڈر بھی موجود تھے۔ وہ درویش صفت مجاہد ہمارے سامنے تھے جنھوں نے کم تر اسلحے مگر ایمان کی مضبوط قوت کے بل بوتے پر ایک سپر طاقت کو ناکوں چنے چبوا دیے اور آج بے دین حکمرانوں پر زندگی مکدر کیے ہوئے ہیں۔

کمانڈر جلال الدین حقانی سے یہ ملاقات بہت مختصر رہی۔ ہمیں ان سے انٹرویو کرنا تھا جس کے لیے خوست سے واپسی پر ان سے وقت طے کر لیا گیا۔ اسی اثنا میں ایک افغان نوجوان کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے بتایا کہ خوست کے لیے گاڑی تیار ہے۔ چنانچہ ہم نے کمانڈر حقانی سے اجازت لی اور عازم خوست ہوئے۔

ڈیورنڈ لائن عبور کرنے سے پہلے غلام خاں نامی ایک بستی آتی ہے جس سے متصل اس بستی سے کچھ بڑا قبرستان دکھائی دیتا ہے۔ ہمیں بتایا گیا کہ یہ ان شہدا کی قبریں ہیں جو ۱۹۸۶ء میں روسی بمباری کا نشانہ ہو گئے تھے۔ اس بمباری میں ڈھائی سو افراد نے شہادت پائی۔ زخمیوں کی تعداد کا اندازہ بخوبی کیا جا سکتا ہے۔ بمباری سے قبل غلام خاں میں بہت بڑی مارکیٹ تھی جس کے کھنڈر آج بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ اس وقت غلام خاں میں صرف سکریپ کی چند دکانیں دکھائی دیتی ہیں جہاں تباہ شدہ روسی طیاروں، ٹینکوں اور گاڑیوں کے سکریپ کے ڈھیر دکھائی دیتے ہیں۔ روس کی عظمت اور قوت و ہیبت ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر گئی ہے۔

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ۔

ڈیورنڈ لائن کے اُس بار سب سے پہلے بھورے اور سیاہ رنگ کے پہاڑ استقبال کرتے ہیں جن کے درمیان بل کھاتی ہوئی ندیاں بہہ رہی ہیں۔ چاروں طرف مہیب پہاڑ اور ان کے بیچوں بیچ رواں پانی دیکھ کر بظاہر یوں محسوس ہوتا ہے جیسے گاڑی آگے نہیں جا سکے گی لیکن نہیں، آگے چل کر معلوم ہوا کہ بعض جگہ یہی ندی نالے راستوں میں ڈھل گئے ہیں۔ گاڑی ایک ندی کو عبور کرتی ہے تو آگے بلند پہاڑ شروع ہو جاتا ہے، گاڑی پہاڑ سے اترتی ہے تو ندی کا پانی پھر راستے میں حائل ہوتا ہے، گاڑی اسے عبور کرتی ہے تو آگے پھر پہاڑ کی چڑھائی ہے۔ خوست پاک سرحد سے بمشکل بیس پچیس کلومیٹر ہوگا لیکن ان پیچ در پیچ راستوں نے اس مسافت کو ۶۰ کلومیٹر تک بڑھا دیا ہے۔ افغانستان کے بیشتر راستے اسی طرز کے ہیں۔ پورے افغانستان میں صرف ایک شاہراہ ہے جو خوست، گردیز، غزنی کابل سمیت تمام بڑے شہروں کو آپس میں ملاتی ہے جس راستے سے ہماری گاڑی خوست کی جانب رواں دواں تھی ایک زمانہ تھا جب یہی راستہ اسمگلروں کی آماجگاہ تھا، اسمگلر پاکستان سے چینی، صابن، مٹی کا تیل اور اس نوع کا دوسرا سامان بھی کابل لے جاتے تھے جبکہ وہاں سے روسی الیکٹریکل سامان اور چرس اس طرف لائی جاتی تھی۔

ایک جگہ افغان لڑکیاں برتنوں میں پانی بھر رہی تھیں۔ افغانستان میں چشموں کا صاف پانی ہر جگہ میسر نہیں ہے یہ پانی بھی صاف نہیں تھا لیکن مہاجر لڑکیاں یہی پانی لے جانے پر مجبور ہیں۔ وہ اس پانی کو نتھار لیں گی اور پھر استعمال میں لائیں گی۔

ڈیورنڈ لائن سے قریب ۱۵ کلومیٹر اندر باڑی تلعہ واقع ہے۔ یہ علاقہ ۹ سال تک روسی بمباری کا نشانہ رہا ہے روسیوں کے جانے کے بعد یہ "فرض" نجیب حکومت ادا کر رہی ہے، یہاں مجاہدین کے مختلف مراکز قائم ہیں ان میں کمانڈر جلال الدین حقانی کے بھائی کمانڈر خلیل الرحمان کا خلیل مرکز، پاکستانی ڈاکٹروں کی ایک تنظیم کا انصار مرکز سعودی مجاہدین کا مرکز ابوالحارث، افغانوں کا سلمان غنی "غند" مرکز جمعیت المجاہدین اور اسلامی جمعیت طلبہ کے البدر کیمپ (۱) اور البدر کیمپ (۲) شامل ہیں۔ چند میل کی مسافت پر حزب اسلامی کا جہاد وال مرکز اور کمانڈر

حقانی کا مرکز بھی افغانستان کے چند بڑے
جہادی مراکز میں سے ہیں کچھ روز قبل جب خوست
میں جنگ زوروں پر تھی خلیل مرکز میں ایک
اسکڈ میزائل نے تباہی مچادی تھی جس سے
۱۲ مجاہدین جام شہادت نوش کر گئے تھے
اس سے قبل کمانڈر جلال الدین حقانی کا
مرکز بھی روسی بمباری کی زد میں آچکا ہے بعد
ازاں دشمن نے اس مرکز پر قبضہ بھی کر لیا تھا
حملے میں جلال الدین حقانی خود بھی زخمی ہو گئے
تھے لیکن انھوں نے ہمت نہیں ہاری انھوں
نے نہ صرف مرکز واپس لیا بلکہ مسلسل چھاپہ مار
کارروائیوں سے دشمن کی نیند حرام کر دی،
برطانوی جنرل رابرٹس نے سچ کہا تھا" افغان
خود کو ہرگز مفتوح نہیں سمجھتے، خدا ہی بہتر
جانتا ہے کہ افغان قوم کا سر جھکانے کے لیے
اس کو کتنی مرتبہ شکست دینا ہوگی"۔

باڑی قلعہ سے قریب ۱۰ کیلومیٹر آگے
وادی خوست شروع ہو جاتی ہے۔ یہ وادی
۱۰۰ کیلومیٹر لمبی اور قریب ۱۰ کیلومیٹر چوڑی ہے
وادی کے وسط اور خوست کے پہلو میں دریائے
شمل رواں دواں ہے وادی خوست کے
دائیں جانب تورہ غر پہاڑ ہے۔ یہ پہاڑ فوجی
نقطہ نظر سے بڑی اہمیت کا حامل ہے جسے
پچھلے برس کے اوائل میں ایک خوں ریز معرکے
کے بعد دشمن سے لیا گیا تھا۔ مجاہدین کی حالیہ
فتح میں اس پہاڑ نے زبردست کردار ادا کیا ہے۔

ہم تورہ غر سے متصل وادی خوست سے
گزر رہے تھے تو ڈرائیور نے بائیں جانب
اشارہ کرتے ہوئے بتایا وہ ایک بستی کے آثار
ہیں جس کا نام بورہ خیل تھا۔ بورہ خیل کی سب
سے بڑی عمارت مسجد تھی۔ روسی بمباری سے یہ
بستی اجڑ کر رہ گئی ہے اس کی دیواریں بھی سلامت
نہیں رہیں۔ بستی کے پہلو میں واقع کھیت ابھی
تک جلے ہوئے ہیں۔ بورہ خیل کے مکین مدت
ہوئی یہاں سے جا چکے ہیں اب وہاں صرف
وہی لوگ ہیں جو تہہ خاک آرام کر رہے ہیں۔

ہم ایک ٹرک کے ذریعے دریائے شمل
کے پار پہنچے تو شام کے پانچ بج رہے تھے
وہیں نماز عصر ادا کی گئی۔ ہمارے گائیڈ نے
ایک مخصوص قطعہ زمین کی طرف اشارہ کرتے
ہوئے کہا کہ صرف یہاں نماز ادا کی جا سکے
کیونکہ باقی پورے علاقے میں بارودی
سرنگیں بچھی ہوئی ہیں۔

دشمن نے اپنے دفاع کے لیے مضبوط جال

بچھا رکھا تھا لیکن وہ اس حقیقت سے ناآشنا
رہا کہ ایمان کی قوت اسلحے سے تباہ نہیں
کی جا سکتی۔

نماز عصر کے بعد ایک نئی گاڑی میں ہم
خوست کے لیے روانہ ہوئے۔ راستے میں جا بجا
کمیونسٹوں کی لاشیں بکھری ہوئی تھیں یہ خوست
کی مین روڈ تھی جو گردیز روڈ کہلاتی ہے راستے
میں ایک ہائی اسکول کی عمارت آئی جس کے
بارے میں بتایا گیا کہ اب یہ محض نام کا ہائی اسکول
تھا جبکہ عملاً یہ ایک فوجی چھاؤنی تھی۔ اسکول کے
باہر بھی ایک لاش پڑی ہوئی تھی اور باڑے
خالی تھے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ فرار سے قبل
دانستہ طور پر ہر اس چیز کو ختم اور تباہ کر دیا گیا
جو مجاہدین کے لیے فائدہ مند ثابت ہو سکتی تھی
کچھ دور آگے خوست کا سینما گھر تھا۔ اس کی
چھت بالکل تباہ ہو چکی تھی۔ دشمن نے ہر عمارت
کو ناقابل استعمال بنانے کی عمداً کوشش کی تھی۔

ہماری گاڑی شہر کے وسط میں واقع
سرکاری ریسٹ ہاؤس کے سامنے جا کر رک گئی
یہ عمارت روسی فوج کے قیام کے دوران میں
روسی افسروں اور مشیروں کی رہائش گاہ کے
طور پر استعمال ہوتی تھی۔ روسی انخلا کے بعد
افغان کمیونسٹ افسر اس عمارت میں منتقل
ہو گئے اور اب یہ کمانڈر خلیل الرحمان کا مرکز بن چکی
ہے۔ ہم ریسٹ ہاؤس پہنچے تو شام ہو رہی تھی
اور ہلکی ہلکی بارش شروع ہو چکی تھی۔ رات ہمیں
اسی عمارت میں قیام کرنا تھا۔

کچھ ہی دیر بعد ایک افغان مجاہد پھل لے آیا
یہ واحد چیز تھی جو اس شہر میں اصل حالت میں
میسر تھی ورنہ یہاں صاف پانی بھی نہیں ملتا تھا
کمیونسٹ جاتے جاتے پورا نظام زندگی معطل
کر گئے تھے، تھوڑی دیر بعد کھانا آ گیا۔ یہ کھانا
کیا تھا، ایک بڑے برتن میں شوربہ، گھنٹوں
پہلے پکی ہوئی روٹیاں اور سبز پیاز۔ افغان
کھانے کے ساتھ ایک سبزی "گندنا" کھاتے
ہیں جس کی شاخیں پیاز سے مشابہ ہوتی ہیں
یہ کھانا خوش خوراک لوگوں کے لیے کسی طور بھی
قابل قبول نہیں ہوگا لیکن مردان آہن مجاہدین
افغانستان اسے بھی غنیمت سمجھتے ہیں۔ ایک
مجاہد نے بتایا کہ ہم پر ایک وقت ایسا بھی
آیا کہ ہم دریا کے پانی میں روٹی کے سوکھے
ٹکڑے بھگو کر کھایا کرتے تھے۔

نماز عشاء کے بعد کمانڈر خلیل الرحمان
سے ملاقات تھی اس موقع پر انھوں نے بتایا

کہ خوست کی فتح کے لیے معرکے کا آغاز یکم رمضان ۱۴۱۱ھ کو ہوا تھا جس میں تمام مجاہد تنظیموں کے قریب ۷ ہزار مجاہدین نے حصہ لیا۔ شمال مغرب کی طرف حزب اسلامی کے اور مشرق کی جانب کوچی قبائل نبرد آزما تھے۔ شہر میں کمیونسٹ افواج کی تعداد ۱۰ ہزار سے متجاوز تھی۔ جنگ کے دوران ان میں سے ۵ ہزار فوجی گرفتار کر لیے گئے، جبکہ ایک بڑی تعداد ہلاک کر دی گئی، ان میں بہت سے فوجی دفن کر دیے گئے ہیں اور باقی کی تدفین کا سلسلہ جاری ہے۔ ایرپورٹ پر دو سو لاشوں کی تدفین کے لیے ہلال احمر کو اجازت دے دی گئی ہے۔ فتح کے بعد املاک کے تحفظ کے لیے کیا کچھ کیا گیا ہے؟ ہمارے اس سوال کے جواب میں کمانڈر خلیل نے بتایا خوست فتح ہونے سے قبل جن لوگوں نے یہاں سے ہجرت کی تھی وہ اپنا سامان لے جا رہے ہیں اور اس کے لیے ان کی شناخت کا اہتمام بھی کیا گیا ہے واضح رہے کہ خوست سے ہجرت کرنے والے ۵ سو خاندان شمالی وزیرستان چلے گئے تھے شہر میں نظم و نسق کے حوالے سے ایک سوال کے جواب میں انھوں نے بتایا کہ مجاہد تنظیموں کے کمانڈروں پر مشتمل ۲۳ رکنی نظامی شوریٰ جس نے خوست پر حملے کے لیے بھی پلاننگ کی تھی اس وقت شہر کا نظم و نسق چلا رہی ہے۔

اگلی صبح ہمیں شہر خوست دکھایا گیا۔ مجاہدین کی مختلف تنظیمیں جن اہم مقامات پر قبضہ کر کے انھیں اپنے ذیلی مراکز بنا چکی ہیں ان میں مٹہ چینہ کا توپ خانہ، غنڈ ۵۹ (ایک فوجی مرکز) فیروزہ (محکمۂ تعمیرات اور ہائی وے مرکز) ریڈیو اسٹیشن، قلعہ تختہ بک، دونوں ایرپورٹ، باغ متون، خاد کا دفتر، زنانہ مردانہ اسپتال، ملٹری اسپتال، پولیس ہیڈکوارٹر، لاجسٹک سنٹر، ٹینک رجمنٹ، آرمی ورکشاپ، زرعی ورکشاپ، اینٹی ایر رجمنٹ، ٹکنیکل اسکول، جیل، گورنر ہاؤس، بجلی گھر، تحصیل مرکز اور وائرلیس اسٹیشن شامل ہیں۔

سب سے پہلے ہمیں مٹہ چینہ کے علاقے میں واقع توپ مرکز لے جایا گیا جہاں درجن بھر توپیں تھیں۔ یہ سب توپیں صحیح سلامت تھیں کمیونسٹ افواج فرار ہوئیں تو یہ توپ خانہ ان کے راستے میں تھا وہ اتنی جلدی میں فرار ہوئے کہ توپیں بھی چھوڑ گئے۔ غنڈ ۵۹ ایک بہت بڑا فوجی مرکز تھا جہاں اسلحہ اور گولہ بارود کا وسیع ذخیرہ موجود تھا۔ اس سے متصل آرمی ورکشاپ تھی، جہاں طیاروں، ٹینکوں، ٹرکوں اور بکتر بند گاڑیوں کے ڈھانچے پڑے ہوئے تھے شہر کے دوسرے علاقوں کی طرح یہاں بھی ایک چیز شدت سے محسوس کی گئی کہ دروازوں اور دیواروں وغیرہ کو سرخ پینٹ کیا گیا تھا یہ دیواریں اور دروازے بھی گولیوں سے تباہ ہو چکے تھے۔ آج سرخ انقلاب کی اس سرخ علامت کی حیثیت بھی آرمی ورکشاپ کے کباڑ خانے سے زیادہ نہ تھی۔

ریڈیو اسٹیشن اور محکمہ تعمیرات کی عمارات بھی بالکل تباہ ہو چکی تھیں اور سامان بکھرا پڑا تھا۔ خوست میں دو ریڈیو اسٹیشن تھے جن میں سے ایک نصب اور دوسرا موبائل تھا۔ موبائل ریڈیو اسٹیشن مجاہدین نے چالو حالت میں قبضے میں لے لیا۔ ایک مجاہد نے بتایا کہ ریڈیو خوست سے اسلامی تعلیمات، مجاہدین اور پاکستان کے خلاف مسلسل پروپیگنڈہ کیا جاتا تھا اب وہ مکروہ آواز ہمیشہ کیلئے خاموش ہو گئی ہے۔

ریڈیو اسٹیشن کی عمارت سے متصل ایک خوبصورت عمارت تھی جس کے بارے میں بتایا گیا کہ یہاں مخلوط رقص کی شبینہ محفلیں منعقد ہوتی تھیں، ہم عمارت میں داخل ہوئے تو ہر طرف خوشبو پھیلی ہوئی تھی، لیکن کرسیاں دروازے، اسٹیج اور ہال ہر چیز تباہ ہو چکی تھی۔ مجاہدین نے لہو و لعب کی ہر علامت مٹا دی تھی قریب ہی خاد کا دفتر تھا۔ خاد افغانستان کی بدنام زمانہ جاسوسی تنظیم ہے بیان کیا جاتا ہے کہ خوست میں فوجی اور خاد کے افسران کے لیے کابل سے جہاز بھر بھر کر شراب کے کریٹ لائے جاتے تھے، ہم نے خود خاد کے دفتر کے باہر شراب کی بوتلیں بکھری ہوئی دیکھیں۔ اس کثرت شراب نوشی نے کمیونسٹوں کو کیا دیا؟ خوست سے محرومی! آج کوہ ہندوکش کے برف زاروں سے لے کر جنوب میں سیستان کے ریگزاروں تک وہ ہر جگہ سے محروم ہو چکے ہیں۔ اور خوست کی صورت میں ڈیورنڈ لائن کے قریب اپنا آخری حصار بھی کھو بیٹھے ہیں۔

خاد کے دفتر سے متصل باغ متون ہے جہاں دو ہیلی کاپٹر کھڑے تھے، ایک ہیلی کاپٹر معمولی طور پر خراب ہوا تھا جبکہ دوسرے کا پنجر ہی باقی بچا تھا۔ خوست کے شمال کی طرف

سے آنے والے مجاہدین کے راکٹ نے اسے مکمل طور پر نذر آتش کر دیا تھا۔ باغ متون کے ساتھ ہی واقع پہاڑی پر قلعہ متون بابا ہے۔ یہ قلعہ ۵۰ کے قریب روسی مشیروں اور افسروں کے لیے دفتر کا کام دیتا تھا (خوست کا ایک نام متون بھی ہے جو ایک بزرگ کے نام کی مناسبت سے رکھا گیا تھا) اس قلعے پر مجاہدین کا قبضہ سب سے آخر میں ہوا۔ تورہ غر کے پہاڑ کی مجاہدین کے ہاتھوں تسخیر کے بعد قلعہ متون بابا واحد جگہ تھی جہاں سے وہ مجاہدین کی نقل و حرکت کا جائزہ لے سکتے تھے۔ قلعے پر تا بعض مولوی محمد نبی محمدی کی تنظیم حرکت انقلاب اسلامی کے کمانڈر حاجی میر ولی خاں اور حزب اسلامی کے مجاہدین نے بتایا کہ گزشتہ روز قلعے کے قریب اسکڈ کے حملے میں ۵ مجاہدین شہید ہو چکے ہیں۔ قلعہ متون کے ساتھ ہی وائرلیس اسٹیشن تھا جس پر چالو حالت میں قبضہ کر لیا گیا خوست کے زنانہ مردانہ ہسپتال قدرے درست حالت میں تھے البتہ ملٹری ہسپتال کی عمارت شدید متاثر تھی۔ فوجیوں کا خون اب تک فرش پر بکھرا ہوا تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے شہر کے اندر شدید ترین معرکہ اسی مقام پر ہوا ہو۔ مجاہدین نے بتایا کہ ہسپتال میں فوجیوں کے سرنڈر کرنے کے بعد قریب ۵ سو زخمیوں کو پاکستان علاج کے لیے بھیج دیا گیا ہے۔ ہسپتال کے قریب ہی پولیس ہیڈ کوارٹر تھا۔ اس کے بڑے بڑے کمرے ابھی تک اسلحہ سے بھرے ہوئے تھے۔ گرفتار فوجی اسلحہ کی پیٹیاں کمروں سے نکال نکال کر ٹرکوں میں لاد رہے تھے۔

والسوالی (تحصیل) آفس پر شور لڑے کوچیاں کا قبضہ ہے۔ یہ وہ کوچی قبائل ہیں جو حزب اسلامی کے یونس خالص اور حکمت یار گروپوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے ذمے شہر کا مشرقی محاذ تھا یہ ایک وسیع و عریض عمارت تھی جس کے اندر بینک شہری دفاع، عدل اور خزانے کے تحصیل مراکز تھے۔

تحصیل دفاتر سے ہوتے ہوئے ہماری گاڑی خوست بازار میں آگئی ہے۔ بازار بالکل تباہ ہو چکا تھا۔ دکانوں میں سامان تو کجا الماریاں تک سلامت نہیں تھیں۔ فوجیوں کی لاشوں سے اٹھنے والے تعفن نے پورے بازار کا ماحول خراب کر دیا تھا۔ چوک میں واقع ہوٹل کی عمارت مکمل طور پر جل چکی تھی۔ اس ہوٹل کے بارے میں مشہور تھا کہ یہاں بھارتی فلمیں دکھائی

جاتی تھیں۔ ایک دکان کے باہر بھارتی اداکاراؤں کی تصویریں بکھری ہوئی تھیں۔

بازار سے نکل کر ہم باغ متون کی جانب واپس پلٹ رہے تھے کہ کچھ فاصلے پر ایک ہولناک دھماکہ ہوا۔ یہ اسکڈ میزائل تھا جس کے دھماکے سے پورا علاقہ گونج اٹھا تھا۔ صبح سے اب تک ۵ گھنٹوں میں یہ تیسرا حملہ تھا۔ کابل حکومت کا معمول یہ ہے کہ مطلع صاف ہو تو طیاروں اور اسکڈ میزائلوں کے حملے کیے جاتے ہیں اور اگر مطلع ابر آلود ہو تو طیاروں کے بجائے صرف اسکڈ میزائل داغنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ خوست کی فتح کے بعد چھ دنوں میں اب تک اسکڈ میزائلوں سے ۵۰ مجاہدین جام شہادت نوش کر چکے ہیں۔ مجاہدین کا کہنا ہے کہ اس جنگ کے دوران میں ان پر نیپام بم بھی برسائے گئے۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کابل حکومت چھنے ہوئے خوست کو اس حد تک برباد کر دینا چاہتی ہے کہ وہ مجاہدین کے لیے کسی طور بھی سود مند ثابت نہ ہو۔

ہماری اگلی منزل خوست سے کچھ فاصلے پر واقع نیا اور پرانا ایرپورٹ تھا۔ پہلے ہم نئے ایرپورٹ گئے، جہاں قریب ایک درجن روسی ساختہ ٹرانسپورٹ طیارے کھڑے تھے، ایک طیارے کے قریب انسانی لاشوں سے تعفن پھیلا ہوا تھا۔ ڈیوٹی پر موجود مجاہدین نے بتایا کہ یہ طیارہ ۵۰ فوجیوں کو کابل سے لے کر آیا تھا اور ایرپورٹ پر لینڈ ہوا ہی تھا کہ مجاہدین کے راکٹوں کا نشانہ بن گیا۔ جس سے چالیس فوجی موقع پر ختم ہو گئے، جبکہ دس بچ نکلے۔ یہاں سے فارغ ہو کر ہم پرانے ایرپورٹ گئے، جو طیران ایرپورٹ کے نام سے موسوم ہے تو وہاں اس سے زیادہ عبرتناک مثالیں موجود تھیں، جو تباہ شدہ طیارے ایرپورٹ پر کھڑے تھے ان کی تعداد ۵۰ سے زائد تھی۔ کھیتوں، کھلیانوں اور پہاڑوں میں گرنے والے طیاروں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ تھی۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق خوست میں اب تک ۲۰۰ طیارے تباہ کیے جا چکے ہیں۔

ایرپورٹ سے واپسی پر ہم توپ مرکز نمبر ۲ میں گئے، جہاں ڈی سی اور دوسری چھوٹی بڑی توپوں کی ایک وسیع تعداد موجود تھی۔ ڈی سی توپ اس قدر پاور فل ہے کہ وہ ۵۰ کلومیٹر تک مار کر سکتی ہے۔ اس ایک توپ کی قیمت ۵ لاکھ امریکی ڈالر قریب ایک کروڑ دس لاکھ

روپے اہے۔ ۲۵ کلومیٹر تک اس کا حملہ نہایت موثر ہے مجاہدین نے ہمیں زرعی ورکشاپ بھی دکھائی جہاں روسی ٹریکٹر کرینیں اور کئی ٹن سریے سمیت تعمیرات کا بے انداز سامان موجود تھا۔ شہر کے اندر بعض عمارات ایسی بھی تھیں جو اب تک زیر تعمیر تھیں، گویا جنگ کے ساتھ ساتھ تعمیر ومرمت کا سلسلہ بھی جاری تھا۔

قلعہ تختہ بیک جسے قلعہ بالاحصار بھی کہا جاتا ہے دریائے شمل اور شہر خوست کے درمیان دشمن کا مضبوط ترین مرکز تھا۔ یہاں اس قدر گولہ بارود اور ہتھیار موجود تھے کہ کابل افواج مہینوں لڑسکتی تھیں لیکن سترہ روز جنگ کے دوران ہی مسلسل ہزیمتوں نے ان کی امیدوں کے تمام چراغ گل کرکے رکھ دیے تھے۔ فوجی قلعہ سے فرار ہوئے تو اسلحے کے ذخائر کو آگ لگا گئے، یہ بات محتاج بیان نہیں کہ بارود کے ڈھیر کو ایک دفعہ آگ لگ جائے تو پھر وہ کہیں ٹھہرتی نہیں، حتیٰ کہ بارود کا آخری حصہ تک جل جاتا ہے، لیکن قدرت نے اپنے بندوں کی مدد کی، مجاہدین قلعہ میں پہنچے تو بارود کے جس گودام سے شعلے اٹھ رہے تھے اس کے دائیں اور بائیں جانب اسلحے کی پیٹیاں ابھی تک محفوظ تھیں جب ہم قلعے میں پہنچے، مجاہدین کے قبضے کو ۸ روز ہو چکے تھے اور گولہ بارود کی منتقلی کا کام ایک ہفتہ گزرنے کے بعد اب بھی جاری تھا۔ اس وقت قلعے کے زیر زمین گوداموں سے اسلحے کی پیٹیاں نکالی جارہی تھیں۔

قلعہ تختہ بیک سے ہم واپس پلٹ رہے تھے کہ ڈرائیور نے ایک جگہ گاڑی کھڑی کرکے سامنے اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ خوست کی سب سے بڑی مسجد ہے، ہم اس عمارت کو تکتے رہ گئے، پتھر اور سیمنٹ سے بنی ہوئی عمارت اس حد تک تباہ ہوچکی تھی کہ مسجد محسوس ہی نہیں ہوتی تھی۔ نہ اس کے مینار سلامت تھے اور نہ دیواروں کا پلستر باقی رہا تھا، مسجد کے اندر جاکر دیکھا تو محراب کے چاروں طرف گولیوں کے نشانات دکھائی دے رہے تھے۔ پلستر گرنے کی وجہ سے کلمہ طیبہ کی عبارت بھی پوری نہ رہی تھی، دروازے اور کھڑکیاں ٹوٹے ہوئے تھے۔

خوست شہر اپنی وسعت اور شادابی کے بدولت پاکستان کے وفاقی دارالحکومت اسلام آباد کے مشابہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ لیکن عملاً یہ

یہ ایک بہت بڑی چھاؤنی اور نجیب انتظامیہ کا مضبوط قلعہ تھا۔ یہ شہر چالیس پچاس برس قبل تعمیر کی گئی۔ افغانستان کی تین اہم ترین چھاؤنیوں میں سے ایک ہے۔ یہ چھاؤنیاں قندھار، ثمرخیل اور خوست تھیں۔ خوست میں بیک وقت دو ڈویژن فوج ہر وقت یہاں موجود رہتی تھی۔ خوست گیریژن اپنی قوت و استعداد کے اعتبار سے پاکستان کے اہم علاقوں بنوں، ڈیرہ اسماعیل خاں اور میانوالی تک فوجی اثرات اور دباؤ رکھتا تھا یہاں کا وائرلیس اسٹیشن اس قدر پاورفل تھا کہ اسے روس تک رسائل حاصل تھی۔ خوست افغانستان کے ان پانچ شہروں میں سے ایک ہے جو باقاعدہ فضائی تعلق سے کابل سے مربوط ہیں اپنے مضبوط دفاع کے اعتبار سے اسے "لٹل ماسکو" بھی کہا جاتا تھا۔ یہ نسبت بھی خوب نبھی ہے اس وقت جب خود بڑا ماسکو پے درپے آنے والے بحرانوں کی زد میں ہے چھوٹا ماسکو کیمونزم کے شکنجے سے آزاد ہوچکا ہے اور اس طرح غزنی تک کا وسیع علاقہ مجاہدین کے تصرف میں آگیا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ ۱۹۷۸ء میں نور محمد ترکئی کی کیمونسٹ نواز حکومت کے قیام کے بعد جن علاقوں میں مسلح تحریک مزاحمت نے سر اٹھایا تھا ان میں نورستان اور خوست قابل ذکر ہیں۔ نورستان تو بہت پہلے آزاد ہوچکا ہے جبکہ خوست کی قسمت اب جگی ہے خوست صوبہ پکتیا کا سرمائی دارالحکومت بھی تھا لیکن نجیب انتظامیہ نے قریب تین ماہ قبل اس شہر کو الگ ولایت کا درجہ دے دیا تھا، چنانچہ اس وقت یہاں کی گورنری لیفٹیننٹ جنرل محمد علی یارخاں کے پاس تھی۔ فتح خوست کے بعد سے وہ اب تک لاپتہ ہے اس کی جگہ کمانڈر عبدالرحیم حقانی لے چکے ہیں۔ خوست کی آخری جنگ شروع ہوئی تو کابل سے مزید ۲ جرنیل بھیجے گئے جن میں سے ایک نائب وزیر دفاع جنرل صالح بھی تھے، فتح خوست کے بعد وہاں سے مجاہدین کے ہاتھ جو سولہ جرنیل آئے ان میں جنرل صالح بھی شامل تھے۔

خوست میں مجاہدین کے ہاتھ جو اسلحہ آیا ہے اس کی نظیر گزشتہ بارہ سالہ جہاد کے دوران بھی نہیں ملتی۔ ہمیں بتایا گیا کہ اب تک پانچ سو ٹرک گولہ بارود محفوظ مقامات پر منتقل کیا جاچکا ہے اور اسلحہ کے ذخائر ابھی تک نہیں ختم ہوئے۔ دو سو وائرلیس سیٹ، تین گن شپ ہیلی کاپٹر، ۳۰

ٹینک، ۱۲۰۰ کلاشنکوف رائفلیں، ۲۰۰ فوجی ٹرک، ۱۰۰ توپیں اور ۳۰ بکتر بند گاڑیاں اس سے سوا ہیں۔ ۷ اپریل ۹۱ء کی سہ پہر ہمارا قافلہ واپسی کا سفر اختیار کر رہا تھا۔ پاکستانی صحافیوں کو دریا کے اس پار باڑی قلعے تک لے جانے کے لیے خصوصی طور پر بڑے ٹرکوں کا انتظام کیا گیا تھا رات کا قیام باڑی قلعہ کے قریب مرکز انصار میں تھا۔

اس کے بعد میران شاہ میں ہمیں کمانڈر جلال الدین حقانی سے انٹرویو کرنا تھا۔ اس سلسلے میں خوست روانگی سے قبل کمانڈر موصوف سے گفتگو ہو چکی تھی لیکن میران شاہ میں پہنچنے پر معلوم ہوا کہ کمانڈر حقانی ایک ہنگامی دورے پر خوست کے مغرب میں واقع محاذ گردیز پر جا چکے ہیں۔ ان کی واپسی بھی محاذ جنگ کی صورت حال کے مطابق ہوگی یعنی اگر محاذ پر ٹھہرنا زیادہ ضروری ہوا تو فوری واپسی ناممکن ہے چنانچہ متبادل کے طور پر ان کے نائب اول کمانڈر نظام الدین حقانی سے ملاقات کی گئی۔ حزب اسلامی یونس خالص گروپ کے مرکزی راہنما حاجی محمد یعقوب شریعت یار بھی اس موقع پر موجود تھے۔

کمانڈر نظام الدین حقانی نے محاذ خوست کے حوالے سے تفصیل سے گفتگو کرتے ہوئے بتایا یہ حملہ ۱۵ مارچ ۹۱ء کی سہ پہر تین بجے شروع ہوا اور ۳۱ مارچ کی شام پانچ بجے فتح مجاہدین اسلام کے قدم چوم رہی تھی۔ خوست کے دفاع پر قریب ۵ ہزار باقاعدہ فوج مامور تھی باقی رضاکار فوج تھی۔ دوسری طرف مجاہدین تعداد سات ہزار تھی جن میں کمانڈر جلال الدین حقانی کے مجاہدین تین ہزار سے متجاوز تھے اس جنگ میں مجاہدین کی تمام جماعتوں نے حصہ لیا۔ ان میں حزب اسلامی کے دونوں (حکمت یار اور یونس خالص) گروپ سید احمد گیلانی کی تنظیم محاذ ملی، حضرت صبغۃ اللہ مجددی کی نجات ملی، حرکت انقلاب اسلامی اور استاذ برہان الدین ربانی کی جمعیت اسلامی وغیرہ شامل تھیں۔ یہ مجاہدین کے اتحاد اور اللہ کی رحمت کا نتیجہ ہے کہ ہم اس سترہ روزہ معرکے میں سرخرو رہے۔ کیا جنگ کے بعد لوٹ مار بھی ہوئی ہے؟ اس سوال پر کمانڈر نظامی نے بتایا جنگ کے دوران وہاں کیا کچھ ہوتا رہا ہے اس بارے میں ہم نہیں جانتے البتہ جنگ کے بعد تمام مجاہد تنظیموں نے مل کر ایسا اہتمام کیا کہ اصل مالکان تو سامان لے جا سکیں

کوئی دوسرا انھیں لوٹ نہ سکے چنانچہ شمالی وزیرستان میں مہاجرت اختیار کرنے والے خوست کے شہری اپنا سامان وہاں سے لا رہے ہیں اور بعض لا چکے ہیں۔ اسلحہ غنیمت کی تقسیم کی کیا صورت ہوگی؟ اس پر کمانڈر نظامی نے بتایا کہ بڑا اسلحہ تو اگلے محاذ پر استعمال ہوگا اور اس کے لیے مشترکہ منصوبہ بندی اختیار کی جائے گی البتہ چھوٹا اسلحہ اور گولہ بارود باہم مشاورت سے تمام جماعتوں میں تقسیم ہوگا۔

خوست پر اس وقت انتظامیہ کس جماعت کی ہے؟ اس سوال کے جواب میں کمانڈر موصوف گویا ہوئے: خوست میں اس وقت ۸ جماعتوں کی شوریٰ ہے جو اس کا انتظام سنبھالے ہوئے ہے۔ خوست کی تین تحصیلوں اور گیارہ تھانوں کا انتظام یہی شوریٰ چلا رہی ہے۔ خوست کی کل آبادی تقریب ۲ لاکھ ہے۔ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ متحد رہیں گے۔ اس فتح کا باعث بھی مشترکہ حکمت عملی تھی اور اس فتح کو برقرار رکھنے کے لیے بھی مشترکہ منصوبہ بندی کی ضرورت ہے عنقریب مخلوط حکومت قائم کر کے خوست کی تعمیر نو اور آبادی کا سلسلہ شروع کر دیا جائے گا۔

• گرفتار شدگان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟ کمانڈر نظامی نے بتایا قریب ۵ ہزار ملیشیا والے فرار ہو گئے تھے جبکہ اتنی ہی تعداد گرفتار کی جا چکی ہے ہلاک ہونے والے سات سو سے زائد تھے، گرفتار شدگان میں سے بائیس سو ہمارے پاس ہیں ان میں سے عسکر (رضاکار) جلد رہا کر دیے جائیں گے۔ • اب اگلا اقدام کیا ہوگا؟ کمانڈر نظامی اس سوال پر گویا ہوئے ہمارا جہاد پورے افغانستان سے لادین نظام کے خاتمے تک جاری رہے گا یہ جہاد محض روسی انخلا کے لیے نہ تھا کیونکہ اس کا آغاز روسی جارحیت سے بھی پہلے کیا گیا تھا۔ اس وقت کابل حکومت کتنے شدید بحران کا شکار ہے اس کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ خوست کے دفاع کے لیے جو افواج بھرتی کی گئیں اس کے لیے پیش کش کی گئی کہ جو شخص بھرتی ہوگا اسے نہ صرف راشن پانی اور کلاشنکوف مفت دی جائے گی بلکہ تین ماہ کی تنخواہ ۲۰ سے ۳۰ ہزار (کلدار افغانی روپے) بھی دی جائے گی۔ ان کی یہ پیش کش رائیگاں نہیں گئی تاہم نفری پوری کرنے کے لیے انھوں نے دوسرے صوبوں سے جبری بھرتی بھی کی۔

کمانڈر حقانی کے دفتر سے متصل دو مہاجر

ہسپتال ہیں شہید مولوی فتح اللہ حقانی کے نام سے موسوم ان ہسپتالوں کا اہتمام رابطہ عالم اسلامی سمیت متعدد عرب تنظیموں نے کیا ہے ہمیں مردانہ ہسپتال کے متعدد وارڈ دکھائے گئے۔ اس موقع پر حاجی محمد یعقوب شریعت یار ہماری راہنمائی کر رہے تھے۔

ہمارا آخری پروگرام کابل انتظامیہ کے گرفتار فوجیوں سے ملاقات کا تھا۔ جناب شریعت یار کی راہنمائی میں ہم مدرسہ منبع العلوم پہنچے جہاں قریب سات سو فوجی رکھے گئے ہیں یہ دیکھ کر ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ ملحد افغان حکومت نے کمسن بچوں کو بھی جنگ کی بھٹی میں جھونک دیا تھا۔ ہم نے متعدد ایسے سپاہیوں سے ملاقات کی جن کی عمر ۱۲ سے ۱۵ سال کے درمیان تھی۔

ایک کمسن فوجی نے بتایا کہ وہ کابل میں جرابیں فروخت کر رہا تھا کہ اسے پکڑ کر خوست بھیج دیا گیا یہاں دس روز فوجی ٹریننگ دی گئی اور پھر محاذ جنگ پر بھیج دیا گیا۔ ولایت میمنہ کے ایک ازبک لڑکے کو گھروں کی تلاشی کے دوران پکڑا گیا اور خوست بھیج دیا گیا۔ ایک بچے کا تعلق کابل سے تھا اسے بھی پکڑ کر خوست روانہ کر دیا گیا۔ یہ لڑکا اس جہاز میں لایا گیا جو لینڈ کرنے کے بعد خوست ایرپورٹ پر مجاہدین کے راکٹ کا نشانہ بن گیا تھا اور یہ ان دس افراد میں شامل تھا جو طیارے سے زندہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ رحمان گل نامی ایک سپاہی نے بتایا کہ وہ خوست کی فوج سے نکل کر مجاہدین کی طرف آ رہا تھا کہ اسے گرفتار کر لیا گیا اسے تین لاکھ روپے جرمانہ اور قید کی سزا دی گئی۔ جلال آباد سے تعلق رکھنے والے ایک فوجی شفیق اللہ کو مجاہدین سے تعلق کے شبہے میں گرفتار کر لیا گیا۔ اسے سات سال قید کی سزا دی گئی ان میں سے اس نے ۹ ماہ ٹارچر سیلوں میں گزارے۔

ٹیلیگرام :- خمیرہ
فون آفس :- 82803
رہائش :- 83429
خمیرہ حقہ تمباکو
مینوفیکچرس اینڈ ایکسپورٹرس :-
آزاد بھارت تمباکو فیکٹری
نادان محل روڈ۔ لکھنؤ (انڈیا)
پارٹنر: حاجی محمد امتیاز خاں

حکیم نظیر احمد شیخ

طب و صحت

کلونجی

کلونجی کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کلونجی استعمال کیا کرو کیونکہ اس میں موت کے علاوہ ہر بیماری کی شفا موجود ہے۔ کلونجی دراصل ایک قسم کی گھاس ہے اس کا پودا سونف کے پیڑ سے مشابہ ہوتا ہے اس کے پھول سفید زردی مائل ہوتے ہیں بیج کا رنگ سیاہ اور بو تیز ہوتی ہے اس کے بیج میں شفائی خصوصیت سات برس تک برقرار رہتی ہے۔

نظام ہضم

نظام ہضم کے لیے کلونجی بہت مفید دوا ہے اس کے استعمال سے اپھارہ ختم ہو جاتا ہے اگر پیٹ میں گیس کی شکایت ہو جائے تو کلونجی کا سفوف دو گرام کی مقدار میں پانی کے ساتھ استعمال کریں۔ اس کے استعمال سے ریاح خارج ہو جائے گی۔ بچوں کے علاوہ بڑوں کے پیٹ میں بھی بعض اوقات کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ پیٹ کے کیڑوں کو خارج کرنے کے لیے کلونجی کو سرکے کے ساتھ گرم کر کے پیٹ پر لیپ لگا دیا جائے تو کیڑے مر جاتے ہیں۔

کلونجی کو عام طور پر سرکے کے ہمراہ استعمال کیا جاتا ہے، سرکے کے ساتھ استعمال کرنے سے کلونجی کے مضر اثرات بھی مرتب نہیں ہوتے اور فائدہ بھی تیزی سے ہوتا ہے، کسی بے احتیاطی کی وجہ سے اگر دانتوں میں ٹھنڈا گرم پانی لگنے لگے تو اس شکایت سے نجات حاصل کرنے کے لیے کلونجی کو سرکے میں ملا کر

پکانے کے بعد کلیاں کرائی جاتی ہیں آنکھ سے پانی بہتے رہنے کی شکایت میں کلونجی کا سفوف ناک میں چڑھایا جانا مفید ہے۔

زکام

سردی کے موسم میں زکام کی شکایت ہر عمر کے فرد کو لاحق ہو جاتی ہے زکام کی صورت میں کلونجی کو بھون کر باریک پیس لیں اور روغن زیتون میں ملا کر اس کے تین قطرے ناک میں ڈالیں تو زکام کے باعث آنے والی چھینکیں فوراً رک جاتی ہیں محض زکام روکنے کے لیے بھنی ہوئی باریک پسی ہوئی کلونجی کسی کپڑے میں باندھ کر بار بار سونگھتے رہنا بہت فائدہ دیتی ہے۔

برائے خواتین

کلونجی پیشاب آور ہے اس کا جوشاندہ شہد میں ملا کر پینے سے گردے اور مثانے کی پتھری کو خارج کر دیتا ہے خواتین کے لیے کلونجی نہایت مفید دوا ہے کلونجی باریک پیس کر گھی میں ملا کر چہرے پر لیپ کرنے سے رخساروں کی رنگت صاف ہو جاتی ہے اسے روغن زیتون میں ملا کر روزانہ تین گرام کی مقدار میں کھانے سے چہرے کا رنگ نکھر جاتا ہے اور جلد گلابی ہو جاتی ہے۔ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے چہروں پر مہاسے پیدا ہو جاتے ہیں ان دانوں کو ختم کرنے کے لیے باریک پسی ہوئی کلونجی کو سرکے میں ملا لیں اور اس کو روزانہ سوتے وقت منہ پر لیپ کر کے سو جائیں اور صبح دھو ڈالیں۔ چند دنوں میں یہ شکایت ختم ہو جائے گی اور چہرہ صاف ستھرا ہو جائے گا اسی لیپ سے جلد پر نمودار ہونے والے سفید دھبے بھی ختم ہو جاتے ہیں۔ یہ سفید دھبے اکثر اوقات پشت یا سینے پر نکلتے ہیں۔ دودھ پلانے والی خواتین اگر کلونجی زیادہ عرصے تک روزانہ تین گرام کی مقدار میں استعمال کریں تو دودھ بڑھ جاتا ہے اور منھ میں خوشبو پیدا ہو جاتی ہے اس کا جوشاندہ حاملہ عورت کو پلانے سے، بچہ رحم سے نکل آتا ہے اس لیے اسے حاملہ عورتوں کو استعمال نہیں کرانا چاہیئے۔

کلونجی کے فوائد

بعض اوقات چھوٹی چھوٹی چیزوں سے بہت بڑا فائدہ ہو جاتا ہے آدمی سوچ بھی نہیں سکتا کہ قیمتی قیمتی دوائیں اور علاج بے سود ہو جاتا ہے اور مختصر قیمت اور معمولی محنت سے تیار کی ہوئی چیز بعض اوقات بہت فائدے مند اور شفا بخش ثابت ہوتی ہے اللہ پاک نے کوئی بھی چیز

بے مقصد پیدا نہیں کی ہے۔

اس سلسلہ میں جس چیز سے بسم اللہ کی جاتی ہے وہ ہے کلونجی کے فوائد۔ انشاء اللہ آئندہ مختلف جڑی بوٹیوں کے خواص اور فوائد اس رسالے کے ذریعے قارئین کی خدمت میں پیش کیے جائیں گے۔

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ کلونجی میں ہر بیماری کی شفا ہے سوائے موت کے۔ (بخاری مسلم) (طب نبوی)

(۲) جوش دے کر سر پر لگانے سے نزلہ زکام سر درد دور ہو جاتا ہے۔

(۳) اگر بدن پر تل پیدا ہو جائیں تو اسے لگانے سے جلد صاف ہو جاتے ہیں۔

(۴) اس کے غرارے کرنے سے دانت کا درد ختم ہو جاتا ہے۔

(۵) پیشاب رک رک کر آنے یا نہ آنے کی صورت میں کلونجی کا استعمال مفید ہے۔

(۶) سرکہ سے ملا کر کھانے سے بلغمی ورم ختم ہو جاتا ہے۔

(۷) سوداوی اور بلغمی بخار کیلئے مفید ہے۔

(۸) کلونجی سے دھونی دینے سے مچھر اور کھٹمل ختم ہو جاتے ہیں۔

(۹) شہد کے ساتھ کھانے سے گردہ مثانہ کی پتھری نکل جاتی ہے۔

(۱۰) اس کو جلا کر کھانے سے بواسیر کی بیماری جاتی رہتی ہے۔

(۱۱) کلونجی کو مہندی میں ملا کر لگانے سے سر کے بال مضبوط ہوتے ہیں اور بال گرنا ختم ہو جاتے ہیں۔

(۱۲) معدہ کی رطوبت کلونجی سے ختم ہوتی ہے۔

(۱۳) عورتوں میں حیض کی رکاوٹ کو دور کرتی ہے۔

(۱۴) ایک چمچہ شہد میں ۸۔۱۰ دانے کوٹ کر چاٹنے سے (صبح نہار منہ) بلڈ پریشر کے علاوہ بہت سارے جسمانی امراض میں شفا ہوتی ہے۔

(۱۵) عورت کے خشک دودھ کو جاری کرتی ہے۔

ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر محمد حمزہ حسنی نے نظامی پریس میں چھپوا کر
دفتر ماہنامہ رضوان ۱۷۲/۵۴ محمد علی لین گوئن روڈ
لکھنؤ سے شائع کیا